SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, November 10, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past Five in the evening with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امن ھو قانت انآء الیل ساجد او قائماً یحذر الاخرۃ و یرجوا رحمۃ ربہ قل ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لایعلمون انمایتذکر اولوا الا لباب۔ قل یٰعباد الذین امنوا اتقوا ربکم للذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنۃ و ارض اللہ و اسعۃ انما یو فی الصبرون اجرھم بغیر حساب۔ قل انی امرت ان اعبد اللہ مخلصاً لہ الدین۔

ترجمہ:۔ (کیا اس شخص کی روش بہتر ہے یا اس شخص کی) جو مطیع ہے، رات کی گھڑیوں میں کھڑا رہتا اور سجدے کرتا ہے آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت سے امید لگاتا ہے؟ ان سے پوچھو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی یکساں ہوسکتے ہیں؟ نصیحت تو عقل رکھنے والے ہی

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, November 10, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past Five in the evening with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امن ھو قانت انآء الیل ساجد او قائماً یحذر الاخرۃ و یرجوا رحمۃ ربہ قل ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لایعلمون انمایتذکر اولوا الا لباب۔ قل یٰعباد الذین امنوا اتقوا ربکم للذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنۃ و ارض اللہ و اسعۃ انما یو فی الصبرون اجرھم بغیر حساب۔ قل انی امرت ان اعبد اللہ مخلصاً لہ الدین۔

ترجمہ:۔ (کیا اس شخص کی روش بہتر ہے یا اس شخص کی) جو مطیع ہے، رات کی گھڑیوں میں کھڑا رہتا اور سجدے کرتا ہے آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت سے امید لگاتا ہے؟ ان سے پوچھو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی یکساں ہوسکتے ہیں؟ نصیحت تو عقل رکھنے والے ہی

قبول کرتے ہیں۔ (اے نبی) کہو کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو، اپنے رب سے ڈرو۔ جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک رویہ اختیار کیا ہے ان کے لیے بھلائی ہے۔ اور اللہ کی زمین وسیع ہے صبر کرنے والوں کو تو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔ (اے نبی) ان سے کہو، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کرکے اس کی بندگی کروں۔

(سورۃ الزمر آیات، 9 تا 11)

جناب چیئرمین، جزاک اللہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Panel of Presiding Officers

I welcome you all to the 48th Session and I read out the Panel of Presiding Officers :

In pursuance of Sub-Rule 1 of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the following members in order of precedence to form a Panel of Presiding Officers for the 48th Session of the Senate of Pakistan:

1. Senators Dr. Safdar ali Abbasi
2. Maulana Abdul Ghafoor Haidri; and
3. Ch. Muhammad Anwar Bhinder

Leave of Absence

جناب چیئرمین، مولانا سمیع الحق ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ ۴۷ ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۲۷ تا ۳۰ اکتوبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، انجنیئر رشید احمد خان ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ ۴۷ ویں اجلاس

کے دوران مورخہ ۲۷ تا ۳۰ اکتوبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ایس ایم ظفر ملک سے باہر ہونے کی بنا پر گزشتہ ۴۷ ویں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے گزشتہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، ڈاکٹر جاوید لغاری ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ ۴۷ ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۲۷ اکتوبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سید جاوید علی شاہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ ۴۷ ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۲۷ تا ۳۰ اکتوبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب وسیم سجاد نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ ۱۰ تا ۱۴ نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مخدوم شاہ محمود قریشی نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں اس لیے حالیہ مکمل اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Reports Laid

Mr. Chairman: Senator Syed Dilawar Abbas, please move Item No. 2.

Senator Syed Dilawar Abbas: With the permission of the Chair, I would like to lay before the House the report of the Standing Committee on Petroleum and Natural Resources report No.6 for the period from 1st July, 2007 to 31st July, 2008.

Mr. Chairman: Report stands presented.

Item; No.3, Maulana Samiul Haq.

سینیٹر مولانا سمیع الحق، جناب چیئرمین صاحب! میں انتہائی مسرت کے ساتھ سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے مذہبی امور، زکوٰۃ و عشر اقلیتی امور کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔ بنیادی نکات جو زیر بحث آئے ہیں ملک میں زکوٰۃ کی تقسیم؛ ملک میں فرقہ وارانہ فسادات بالخصوص، پارا چنار اور ڈی، آئی، خان، ملک میں خود کش دھماکوں کا معاملہ، لال مسجد کا معاملہ، ملک میں اقلیتوں کو درپیش مسائل اور دوران حج کے انتظامات تو یہ مختلف مقامات پر ہماری meetings کئی سالوں سے جاری تھیں اور ہو رہی ہیں اور میں تمام ساتھیوں کا بھی شکر گزار ہوں، سینیٹر آصف جتوئی، سینیٹر گلزار احمد خان، سینیٹر خالد رانجھا، سینیٹر حافظ عبد المالک سینیٹر محمد عباس کمیلی، سینیٹر عبد الخالق پیر زادہ، سینیٹر بیگم کلثوم پروین، سینیٹر عبد الرشید، سینیٹر مولانا صالح شاہ، سینیٹر بیگم عافیہ ضیاء، سینیٹر محترمہ رتنا بھگوان داس، تو یہ رپورٹ بطور مطالعہ پیش ہے۔

Mr.Chairman: The report stands presented.

We take up the Bills to be introduced. Mr. Kamran Murtaza Item No.4 and 5 to 9. Item No.10, Ch. Muhammad Anwar Bhinder.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder : I seek the leave of the House to introduce a Bill further to amend the Evacuee Trust Properties (Management and Disposal) Act. 1975 { The Evacuee Trust Properties} (Amendment) Bill, 2008) (Amendmen of sections 3,8, 16, 22, 25 and substitution of section 10).

Mr. Chairman: Is it opposed, Raza Sahib?

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the House): Not opposed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and the leave to introduce the Bill is granted. Item No. 11.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I introduce the Bill further to amend the Evacuee Trust Properties (Management and Disposal) Act, 1975 [The Evacuee Trust Properties (Management and Disposal) (Amendment) Bill, 2008]

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned.

رضا صاحب! آپ کچھ کامران مرتضیٰ صاحب کا بتا سکتے ہیں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: O.K, when he will come, we will take then and we pend it at that time.

رضا صاحب! آپ motion move کریں گے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, as it was agreed in the House Business Advisory Committee that today we will go ahead with Private Members' Day and subsequently from tomorrow, there will be a four days debate. Sir, As you are aware that this is a requisitioned session and the Opposition had given ten points in the requisition agenda. Requisitioned session is a session like any other session and

government business can be transacted but it has been the tradition of the Senate in particular that whenever a requisitioned session has been called by the Opposition, the Opposition's agenda has always taken precedence and we concede to that and we would very much like to have a four days debate as agreed on the ten points raised by the Opposition in their agenda. All the ten points essentially pertain to the economic situation in the country. They pertain to the privatisation policy, they pertain to IMF loan and they pertain to various other economic situations in the country. So, therefore, with your permission, the debate would begin tomorrow but in order to bring the motion on the Orders of the Day, today being the Private Members' Day, I would like your permission to move a motion for the relaxation of the rules, so that the motion could be moved and taken up tomorrow.

Sir, I beg to move under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the requirements of Rules 26 and 120 of the said rules be dispensed with in order to move the motion regarding prevailing economic situation in the country.

Mr. Chairman: I put it to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is passed As agreed, we will take up points of order. Anybody else wants to speak, please give his name to the Secretary in the next five minutes because we have to close the list, otherwise we can not plan it. So, therefore, I will request to you that

anybody who wants to speak, please give his name to the Secretary here. And on the discussion that starts tomorrow, the maximum time will be ten minutes and I request you for your cooperation.

آپ سے تعاون چاہوں گا کہ مہربانی کر کے وقت کی پابندی کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ ہمارے ساتھی بول سکیں ۔ رضا صاحب! اگر کل سے شروع کریں تو پھر تین دن ہیں ۔ کیونکہ آج تو شروع نہیں ہو رہی، کل شروع ہو رہی ہے ۔ تین دن ہیں ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: فیصلہ یہی تھا اور اس میں ساتھیوں سے تعاون کی میں درخواست کروں گا ۔ جی جمال صاحب

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! جیسے ہاؤس advice کرے ۔

جناب چیئرمین: جی جمال صاحب ۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: شکریہ ۔ جناب چیئرمین صاحب! گزشتہ اجلاس prorogue ہونے سے پہلے میں نے جناب آصف علی زرداری صاحب کی تقریر پر تبصرہ کیا تھا ۔ اس تبصرے کے اختتام پر وزیر اطلاعات نے کچھ ایسی باتیں کہیں جو direct میرے والد صاحب پر attack تھا ۔ اس کے فوراً بعد آپ نے اجلاس prorogue کر دیا ۔ اس وقت میرے لب سلے کے سلے رہ گئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میرا حق بنتا ہے کہ اس سلسلے میں اس ایوان کی وساطت سے پاکستانی قوم کے لیے اس issue پر کچھ روشنی ڈالوں ۔ میرے والد صاحب، جو اس وقت صدر مملکت تھے، انہوں نے اس وقت کی پیپلز پارٹی کی حکومت کو کچھ بنیادوں پر ختم کیا تھا اور سپریم کورٹ نے ان بنیادوں پر اس فیصلے کو درست قرار دیتے ہوئے اس کی توثیق بھی کی تھی ۔ محترمہ وزیر اطلاعات نے میرے والد صاحب کو احسان فراموش کہا ۔ میں جاننا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین: نام کوئی نہیں لیا تھا ۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب! انہوں نے کہا ۔ میرے پاس باقاعدہ

تقریر کا متن ہے and I am going to quote from here. I have got my whole act together. She said very clearly چیئرمین صاحب! "جناب ذاتیات سے ہٹ کر بات کرنا چاہتی ہوں کہ آپ کے باپ کی نو مہینے میں پیپلز پارٹی کی حکومت نے کیا کیا' کیا۔ کہا گیا ہے کہ وہ حکومت تھی جس سے ہمیں یہ توقع تھی کہ تن' من' دھن ' روٹی' کپڑا اور مکان سے نہ صرف لوگ endow ہوں گے ' بلکہ ہم ایک نئی تاریخ رقم کریں گے"۔

جناب چیئرمین: آپ to the point اسے بیان کریں ۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری : "لغاری صاحب سے میں صرف یہ کہنا چاہوں گی۔ ان کی عزت بھی ہم کرتے ہیں لیکن احسان فراموشی کی تاریخ میں انہوں نے مثال رقم کی"۔

جناب! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بے شک پیپلز پارٹی نے ان کو president nominate کیا۔بے شک وہ پریذیڈنٹ بنے لیکن کیا انہوں نے وہ حلف نہیں اٹھایا جو زرداری صاحب نے بھی اٹھایا ہے ؟ اور اس حلف میں انہوں نے کیا اس بات کا اقرار نہیں کیا تھا کہ جہاں پر national interests ہوں گے ' اس پر میں compromise نہیں کروں گا ۔ کیا وہ دور ہم بھول گئے کہ جس وقت ایم کیو ایم کے ورکروں کی extra judicial killings کی جا رہی تھی۔ میں صرف اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا تھا' اس لیے میں نے یہ بات کی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد :جناب چیئرمین! میں بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے Point of Order پر ایک اہم مسئلے کی طرف' اس ایوان اورحکومت کی توجہ مبذول کرانے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! آج کے اخبارات میں یہ اندوہناک واقعہ رپورٹ ہوا ہے کہ کل سوات میں ایک جرنلسٹ---

Mr. Chairman: Please, order in the House.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : ایک جرنلسٹ قاری محمد شعیب' بتیس سال کا جوان' خبریں اخبار کا نمائندہ اور وہاں وہ اپنی صحافتی ذمہ داری ادا کرنے کے لیے رپورٹنگ کا فرض انجام دے رہا ہے۔ کوئی کرفیو نہیں ہے۔ کوئی ایسی صورت حال نہیں ہے' جس میں کسی کا باہر نکلنا'

قانون نافذ کرنے والے ادارے کے لیے کوئی خطرہ ہو یا ان کے آداب کے خلاف ہو لیکن cold blooded murder, law enforcing agencies نے اس نوجوان کا کیا ہے، جس پر سوات میں پوری صحافتی برادری خون کے آنسو رو رہی ہے، احتجاج کر رہی ہے ۔ صحافیوں کے درمیان صف ماتم بچھی ہوئی ہے۔ میں ان کے سامنے چیلنج کرنا چاہتا ہوں۔ میں ریکارڈ پر یہ بات بھی لانا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے۔ کوئی بھی حکمران ہو، فوجی ہو یا سویلین، صحافت اور عدالت، ان دونوں کی آزادی ان کو بڑی کھلتی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ ایک حقیقت ہے کہ پچھلے چند سالوں میں پاکستان میں ۴۹ صحافی شہید کیے گئے۔ یہ ریکارڈ ہے۔ اس سے پہلے ہماری تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا اور اس کا تازہ ترین واقعہ قاری صاحب کا ہے۔ جناب چیئرمین! میں چاہتا ہوں کہ یہ ایوان نہ صرف یہ کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کرے بلکہ اپنا احتجاج ریکارڈ کرائے اور یہ بات کہے کہ صحافت کی آزادی کے بغیر جمہوریت کا وجود نہیں، عدلیہ کی آزادی کے بغیر جمہوریت کا کوئی وجود نہیں۔ جب تک ہم اس طرف نہیں جاتے، ہم اپنی قومی زندگی کو جمہوریت سے مالا مال نہیں کر سکتے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، سینیٹر الیاس بلور۔ بلور صاحب ایک سیکنڈ۔ جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! مجھے ---

(اس موقع پر صحافی حضرات گیلری سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئرمین، رضا صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: I will see, I will come back sir.

Mr. Chairman: Ok.

مولانا عبدالغفور حیدری صاحب، دعا کرا دیں، ہمارے ساتھی محمود ہارون صاحب، ایم این اے متین صاحب اور ہمارے جن دوسرے ساتھیوں کی رحلت ہوئی ہے۔

(اس موقع پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب چیئرمین، رضا صاحب، ذرا دیکھ لیں ہمارے جرنلسٹ ----

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! میں نے Minister of State for

Information کو بھیجا ہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ جی الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: .Thank you sir میں point of order پر نہیں بولنا چاہتا۔ میں آپ کو already call attention لکھ کر دے چکا ہوں۔ اسی کو میری تقریر سمجھیں، میرا point of order سمجھیں اور میں یہ sample سیکریٹری صاحب کو دے رہا ہوں۔ میں اس پر زیادہ بولنا نہیں چاہتا۔ .Thank you

جناب چیئرمین، جی یہ دے دیں، میں ان کو انشاء اللہ بھجوا دوں گا۔ تسلی رکھیں، اس کی پوری پیروی کریں گے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب! بلور صاحب اس معاملے میں تکلف کر رہے ہیں۔ مسئلہ دراصل یہ ہے کہ جو wheat import ہوئی ہے، وہ بہت ہی خراب quality کی ہے، یہ پورے ملک میں جا رہی ہے اور اس کی وجہ سے حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کی صحت اور زندگی خطرے میں ہے۔ بلور صاحب ایک بڑے اہم مسئلے کو اٹھا رہے ہیں اور ہمیں توقع ہے کہ حکومت اس معاملے کو seriously لے گی اور جو روایتی بیان ہے وہ نہیں بلکہ فوری طور پر ان samples کو test کرا کر جو اس کو import کرنے کے ذمہ دار ہیں، قومی خزانے سے پیسے دیے گئے ہیں، لوگوں کی صحت اور زندگی خطرے میں ہے، اس لیے اس مسئلے کو اہمیت دیں اور ہم بلور صاحب کے ممنون ہیں کہ انہوں نے اس مسئلے کو اٹھایا اور ہم سب اس کی تائید کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین، بلور صاحب، اس کی پوری پیروی کی جائے گی، آپ تسلی رکھیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب! اس کو تین مختلف لیبارٹریوں سے ٹیسٹ کرایا جائے۔ صرف ایک لیبارٹری پر انحصار نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین، ایک سے زیادہ سے کرالیں گے۔ ڈاکٹر عبدالمالک۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! میں مشکور ہوں۔ پہلے تو میں رضا صاحب، دوسرے وفاقی وزراء اور جو وزرائے مملکت بیٹھے ہیں، ان سب کو اس امید کے ساتھ مبارکباد پیش کرتا

ہوں کہ وہ اس جمہوریت کو بڑھاوا دیں گے اور کوشش کریں گے کہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کریں۔ رضا صاحب پہلے تو ہمارے لیڈر تھے، اب تو منسٹر بھی بن گئے ہیں، انہوں نے چاروں صوبوں کو coordinate کرنا ہے۔ اب ہم ان کی مہارت کے انتظار میں ہیں۔ میں دو گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ چیئرمین صاحب! ایک تو یہ ہے کہ ہمارے اضلاع تربت، کیچ، گوادر اور پنجگور کا بارڈر ایران کے ساتھ لگتا ہے اور صدیوں سے ہماری کچھ فیملیاں وہاں پر رہتی ہیں، کچھ یہاں رہتی ہیں۔ کچھ کی زمین یہاں ہے، کچھ کی زمین وہاں پر ہے۔ رضا صاحب اس کو note کر لیں کہ وہاں پر پچیس میل کے علاقے میں راہداری سسٹم تھا، ہم اس کو use کرتے تھے، FC نے اس کو بند کر دیا ہے۔ آپ kindly یا تو راہداری شروع کریں یا وہاں پر کوئی properly immigration post بنا دیں۔

نمبر دو یہ کہ چیئرمین صاحب! میرانی ڈیم کا جو command area ہے، وہاں پر wheat season شروع ہو گیا ہے اور پنجاب گورنمنٹ نے ہمیں بیج دینے سے انکار کر دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ دس، پندرہ دن رہتے ہیں، اگر ان کو wheat کا seed نہ ملا تو season ضائع ہو جائے گا۔ میرانی ڈیم کے command area میں جو لوگ گندم کاشت کرنا چاہتے ہیں، وہاں seed available نہیں ہے۔ پیسے بھی جمع کرائے گئے ہیں۔ جناب! تیسرا problem یہ ہے کہ میرانی ڈیم کے جو affectees ہیں، وہ ڈیڑھ سال سے پڑے ہوئے ہیں، ان کا 244 level and 262 level کا compensation کا case Finance department میں پڑا ہوا ہے۔ رضا صاحب، آپ سے گزارش ہے کہ بیس، پچیس ہزار لوگ وہاں پر برباد ہو رہے ہیں kindly ان کے پیسے release کروا کر ان کو دلوا دیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے point of order پر بولنے کا موقع دیا۔ عرض یہ ہے کہ point of order کی خود اپنی اہمیت ہے لیکن میں نے adjournment motion جمع کرایا تھا۔ موضوع ہمارے صوبے بلوچستان میں زیارت میں زلزلے کا ہے اور 29 اکتوبر کو جو

زلزلہ آیا ہے، جناب والا! یہ اتنا اہم مضمون ہے کہ اس پر پوری بحث ہونی چاہیے لیکن خیر اب point of order پر بات کریں گے۔

جناب والا! پہلی بات یہ ہے کہ اس زلزلے سے بہت زیادہ علاقے میں نقصان ہوا ہے یعنی زیارت مرکز تھا، اردگرد پشین، قلعہ عبداللہ خان، ضلع قلعہ سیف اللہ، ضلع لورالائی، ہرنائی، سبی اور کوئٹہ جناب والا! ان تمام علاقوں پر اس کا اثر ہوا ہے۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ آپ پشین کے خانوزئی میں جائیں، کوئی گھر، کوئی تعمیر ایسی نہیں ہے کہ اس میں کوئی رات گزار سکے، اصل صورتحال یہ ہے۔ جتنا جانی، مالی نقصان ہوا، پہلے تو relief کے کام میں جو سرکاری یا دوسرے ادارے تھے، انہوں نے جو کارکردگی دکھائی ہے، وہ واضح طور قابل گرفت ہے۔ اس کے بعد اب rehabilitation کا مسئلہ ہے۔ جناب والا! جو مکان بنیں گے، پہلے تو کتنی امداد دیتے ہیں اور وہ امداد کیسے استعمال ہوتی ہے لیکن پہلی بات یہ ہے کہ یہ پہلے ہی معلوم تھا کہ اس علاقے میں زلزلہ آ سکتا ہے، کوئٹہ میں زلزلہ آیا، ہرنائی میں دو، تین سال پہلے زلزلہ آیا تھا، جناب والا! ان تمام علاقوں میں زلزلے آتے رہتے ہیں لیکن گورنمنٹ نے ایسا کوئی کام نہیں کیا کہ تعمیرات اور مکان کے لیے زلزلہ proof system بنائیں۔ اب جو نئی تعمیر ہو گی، اس کے بارے میں یہ اہم مسئلہ ہے کہ آیا وہ زلزلے کے جھٹکوں کو برداشت کر سکیں گے یا نہیں۔ اس حوالے سے جناب والا! میں اتنا عرض کروں کہ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ جب اس طرح کا کوئی نقصان ہوتا ہے تو کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے گھروں میں چراغاں ہوتا ہے۔ بہت سے لوگ اس کے منتظر ہیں کہ جو امداد آئی ہے، اس کو لوٹ لیں۔ میں اس حوالے سے اتنا عرض کروں گا کہ سینیٹ، پارلیمنٹ کو ان کا جو اختیار یا ذمہ داری ہے، اس حوالے سے اس مسئلے کی نگرانی کرنی چاہیے۔ پارلیمنٹ کے جو مناسب اختیارات اور ذمہ داریاں ہیں، اس کے تحت۔ جناب والا! وہاں پر بنیادی طور کارروائی صوبائی گورنمنٹ کرے گی اور اسے کرنا چاہیے لیکن اس پارلیمنٹ کو اس کی cognizance لینی چاہیے، اس کی نگرانی کرنی چاہیے۔

(اس موقع پر صحافی حضرات گیلری میں واپس آ گئے)

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! کچھ سال پہلے ہرنائی میں زلزلہ آیا

تھا، ہرنائی پہلے ضلع زیارت کا حصہ تھا، اب علیحدہ ضلع ہے، جب دو، تین سال پہلے ہرنائی میں زلزلہ آیا تو آپ ذرا معلوم کریں کہ کسی شخص کو کہیں بھی امداد ملی یا نہیں، یہ صورتحال ہے۔ اس کے ساتھ ہماری عرض یہ ہے کہ کوئٹہ میں تمام تعمیرات میں دراڑیں پڑ گئی ہیں۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہاں مشہور بینک کی سنڈیمن ہسپتال کے سامنے بلڈنگ ہے، جو اچھی تعمیر ہوئی تھی، اس میں دراڑ پڑ گئی ہے۔ اسی طرح دوسرے علاقوں کی تعمیرات بھی ایسے ہی ہیں، یہ ایسے مسائل ہیں جن کا notice لینا چاہیے۔ میں اتنا عرض کروں گا کہ اس کے بارے میں Senate خصوصی طور پر اپنی ذمہ داری پوری کرے۔ میں اس حوالے سے کہوں گا کہ Minister صاحب ہیں، میاں رضا صاحب جو صوبوں کی coordination کے Minister ہیں، میں ان کو پہلے مبارکباد دیتا ہوں اور ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کی باتوں کی تائید بھی کرتا ہوں، ان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ یہ جو کچھ ہوا ہے اور جو مشکلات ہیں، ان کو حل کرنے میں مدد کریں۔

جناب والا! اس کے ساتھ ہمارا یہ مسئلہ بھی adjournment motion پر تھا اور پچھلے Session کی جو آخری date تھی، اس پر مقرر تھا۔ یہاں ایک company ہے جس کا نام حسنین ہے یا کیا ہے؟ سرمایہ دار لوگ اس کو جانتے ہوں گے۔ جناب والا! اس کا کام یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں جو بھی کوئی کام ہو، اس کام کو لے لیتے ہیں اور پھر وہ کام آدھا درمیان میں چھوڑ دیتے ہیں اور ہمارے صوبے کا وہ کام ناکام ہو جاتا ہے۔ کوئٹہ چمن روڈ آج بھی بند ہے، آپ جا سکتے ہیں، لوگ ہمیشہ احتجاج کرتے ہیں، حسنین company نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ اصل رقم تھی اپنی جیب میں ڈالی اور باقی کام ایسے ہی پڑا ہے۔ آپ ہرنائی کوئٹہ روڈ کو دیکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح ہر جگہ ژوب، میراخیل روڈ بنائی یعنی شروع کی، مٹی ڈالدی اور اس کے بعد تمام پیسے کھا لیے اور کام ناکام ہو گیا۔ جناب والا! ابھی معلوم ہوا ہے کہ National Highway Authority نے ژوب، قلعہ سیف اللہ کا contract متعلقہ company کو دیا ہے، ہم نے اس پر احتجاج کیا ہے، ہم یہاں Senate میں یہ request کریں گے، یہاں کوئی Minister صاحب بیٹھے ہوں یا نہ بیٹھے ہوں، ان کو یہ پیغام ملنا چاہیے کہ ہم، عوام اس کمپنی کو کام نہیں کرنے دیں گے۔ ایسا دن آئے گا کہ اگر وہ کمپنی کام کرے گی تو آپ یقین کریں کہ roads بند ہوں گی۔ یہ ہمارا اہم مسئلہ ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے جو دوسرے مسائل گوادر وغیرہ کے ہیں' وہ ہمارے دوسرے ساتھی بیان کریں گے۔ جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن پھر اس بات کو repeat کرتاہوں کہ جناب والا! زلزلے کے بارے میں ہمارے لوگوں کو صحیح طور پر امداد ملے ' تعمیرات ہوں تا کہ وہ مشکلات اور عذاب سے نکل سکیں۔

جناب چیئرمین: آپ سے جیسے بات ہوئی تھی' انشاء اللہ جیسے حالات ہوں گے' اس کو follow کریں گے' جہاں ضرورت ہوئی' وہاں ضرور کام ہو گا۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! حسنین کمپنی نے جس طرح ہمارے صوبے کے مختلف roads خراب کیے ہیں اور نقصان پہنچایا ہے' ہمارے صوبے کو اس سے بچانا چاہیے اور قلعہ سیف اللہ اور ژوب کا نیا contract دیا جا رہا ہے' اس کو منسوخ کرنا چاہیے۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین: جی۔ ذرا point of order پر ہو جائے۔ دیکھ لیں گے کہ کیا ہوتا ہے' اس پر point منگا لیں گے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! بنیادی طور پر Senate اس کی cognizance لے' اس تمام مسئلے کی inquiry ہو۔

جناب چیئرمین: میں وہ کر رہا ہوں۔ جواب آئے گا' اس کے بعد آپ press کریں گے تو ویسے کر دیں گے' آپ تسلی رکھیں' وہ follow کریں گے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: اور یہ زلزلے کا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: جی گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب چیئرمین! یہ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں' یہ ٹھیکیدار جن کا یہ نام حسنین لے رہے ہیں' ہماری Ports and Shipping کی Committee میں بھی اس کا بہت ذکر ہوا ہے' NHA کی جتنی roads بن رہی' ان میں سارے hurdles اس آدمی کی وجہ سے ہیں' ڈاکٹر صاحب کو بھی اس بات کا پتا ہے۔ میں نے اس وقت as Chairperson committee یہ کہا تھا کہ اس آدمی کے فوراً سارے contracts ختم کر دیے جائیں کیونکہ پورے بلوچستان میں اس نے کوئی سڑک complete نہیں کی ہے بلکہ ادھیڑ کر رکھی ہوئی ہے۔

ریحانہ بھی بتا رہی تھیں کہ وہاں سے جو کوئٹہ تک road جاتی ہے' وہ بھی اسی نے خراب کی ہے۔ جناب والا! NHA کے Chairman کو بلائیں جس طرح آپ سمجھتے ہیں' اگر آپ مجھے کہتے ہیں تو بلا لیتی ہوں' میں پہلے ایک دفعہ NHA کے Chairman کو کہہ چکی ہوں کہ ان کے contracts ختم کیے جائیں' اگر آپ دوبارہ کہتے ہیں' حکم دیتے ہیں تو پھر دوبارہ دیکھ لیتے ہیں یا رضا ربانی صاحب اس کو دیکھ لیں جس طرح ہے' دیکھ لیں۔ یہ بالکل صحیح بات ہے۔

جناب چیئرمین: میں رضا صاحب سے coordinate کر لوں گا جو بھی جواب آئے گا' مندوخیل صاحب کو بتا دیں گے۔ رضا صاحب! صحافی ساتھیوں کو خوش آمدید کہتے ہیں' issue کیا تھا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جی جناب۔

جناب چیئرمین: صحافیوں کا issue کیا تھا؟

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, the Minister of State would like to say something on that.

Mr. Chairman: We welcome them

جی۔

سید صمصام علی ایس بخاری (وزیر مملکت برائے اطلاعات): جناب! میں آپ کی وساطت سے کہوں گا کہ ہمیں آزادی صحافت کا اتنا خیال ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے ہمیشہ آزادی صحافت پر یقین کیا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ صحافیوں کا تحفظ دوسرے لوگ کے ساتھ State کی ذمہ داری ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے صحافی بھائیوں کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جو افسوسناک واقعہ ہوا ہے' اس کی inquiry کرائی جائے گی اور اس کی compensation کا بھی انتظام کیا جائے گا۔ ہم ان بھائیوں کے ساتھ مل کر' ایک کمیٹی تشکیل دے کر اس پر کام کروائیں گے۔ میں ساتھ ہی ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دوبارہ واپس تشریف لائے ہیں اور میں آپ کی وساطت سے یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے کو جلد از جلد حل کیا جائے گا۔ Thank you sir.

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! میں دو issues پر آپ سے اجازت چاہوں گا۔ ایک جو ابھی فاضل Minister of State نے بات کی ہے اور دوسرا جہاں تک بلوچستان کے زلزلے کا تعلق ہے۔ پورے House اور وفاقی حکومت کی جانب سے ہم اس incident کو condemn کرتے ہیں اورہم نے ہمیشہ آزادی صحافت کے لیے صحافی برادری کے ساتھ جدوجہد کی ہے اور نہ صرف آزادی صحافت کے لیے بلکہ جب ان کے Wage Board کا مسئلہ آیا' ہم اس وقت بھی ان کی جدوجہد میں ان کے ساتھ رہے ہیں۔ میں اب بھی اس بات کی ان کو یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ حکومت کی تمام تر کوششیں اس جانب ہیں کہ جلد از جلد ان کا جو Wage Board ہے' اس کو implement کیا جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ صحافی برادری اور آزادی صحافت جو ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جیسے پروفیسر صاحب نے کہا کہ عدلیہ کی آزادی یہ دو لازم و ملزوم چیزیں ہیں' ملک میں جمہوریت کے لیے اور پارلیمان کی بالادستی کے لیے ۔ ہم assure کرتے ہیں' ان دونوں کے لیے ہماری جدوجہد جاری رہے گی اور اس سلسلے میں کوئی قدغن نہیں لگے گی۔

جناب چیئرمین! جہاں تک بلوچستان کے زلزلے کا تعلق ہے' یقیناً یہ ایک نہایت ہی افسوس ناک واقعہ تھا اور اس میں جتنی بھی امداد کی جائے' وہ کم ہے اور جتنی بھی جلدی کی جائے' وہ بھی insufficient ہے کیونکہ disaster کا magnitude اتنا زیادہ تھا۔ جناب چیئرمین! جیسے ہی یہ واقعہ پیش آیا' آپ کو علم ہے کہ Senate نے اپنے آپ کو فوری طور پر prorogue کیا تاکہ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے Senators کوئٹہ جا سکیں اور وہاں پر زلزلہ زدگان کی امداد کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ Senate کے ممبران نے اپنی ایک مہینے کی تنخواہ اس ضمن میں دی ۔ Deputy Chairman صاحب اور بلوچستان سے تعلق رکھنے والے دیگر Senators نے پرسوں جا کر غالباً 25 لاکھ کا cheque Senate کی جانب سے Chief Minister صاحب کو وہاں پر دیا تاکہ جو effort of reconstruction ہے' یہ اس میں استعمال ہو سکے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ پہلے دن ہی یہ سینیٹ کی رائے تھی کہ فوری طور پر وہاں امداد پہنچائی

جائے، آپ کے کہنے پر مختلف meetings ہوئیں، Leader of the Opposition کے ساتھ رابطے ہوئے، دو تین meetings یہاں پر بھی call کی گئیں، جو Senators بلوچستان میں تھے ان میں ڈاکٹر مالک صاحب، کامران مرتضیٰ صاحب، مصطفیٰ صاحب اور دیگر Senators جو کہ وہاں موجود تھے ان سے ہمارا ٹیلیفون پر بھی رابطہ رہا اور ان کا رابطہ وہاں کی صوبائی حکومت سے بھی رہا۔ اُس میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ صوبائی حکومت نے کہا تھا کہ خورد و نوش کی اشیاء اور tents کی ہمیں ابھی اتنی ضرورت نہیں ہے بلکہ جو reconstruction کا کام ہے اس میں ہمیں زیادہ ضرورت ہو گی، پھر یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک consolidated cheque reconstruction کے لیے سینیٹ کی طرف سے دے دیا جائے۔

Mr . Chairman , the moment this happened , the Provincial Government came into action

اور چند گھنٹوں میں صوبائی وزراء اور چیف منسٹر affected areas میں پہنچے اور اس کے ساتھ ساتھ وفاقی حکومت نے بھی اپنا کام فوری طور پر شروع کیا۔ Disaster Management Cell بھی حرکت میں آیا اور اس نے in coordination with the Army, in coordination with the Provincial Government and the Federal Government کام شروع کیا۔ یہ تین essential components تھے جنہوں نے مختلف relief operations وہاں پر under take کیے۔

میرے پاس یہاں پر وہ ساری details ہیں کہ ابھی تک جو مختلف چیزیں وہاں پر پہنچائی گئی ہیں۔ I will just take a minute for example, فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے 1,47,855 blankets, 11,417 tents, 2,931 sleeping bags, 4,465 jackets, 58,728 plastic sheets, 2,249 medicine boxes, 506.4 tons of ration and 373 shelters.

جناب چیئرمین! اسی طرح صوبہ پنجاب، صوبہ پختونخواہ اور صوبہ سندھ نے بھی دل کھول کر مدد کی۔ صوبہ پنجاب نے 100 million rupees alongwith other goods وہاں پر پہنچائے، صوبہ سندھ نے 7 million rupees alongwith other goods دیے اور اسی طرح AJK نے 5 million rupees دیے۔ NGOs نے اپنی contribution کی ہے لیکن جیسے

میں نے کہا کہ the loss is tremendous اور یہ ایک on going process ہے' اس میں یقیناً coordination کی ضرورت ہے۔ جو مدد Provincial Government نے کی ہے اس کا بھی statistics and data موجود ہے ۔ Medical cover کے لیے there are 18 Ambulances جس میں 18 mobile teams ہیں ' 4 Static Clinics ہیں ' 2 territorial Hospitals ہیں اور special purchase of medicines 4 million کی ہوئی' یہ گورنمنٹ کی side سے ہوا ہے۔ پھر جو مختلف NGOs ہیں ان کی طرف سے بھی ہیں' کسی کی طرف سے دو دو mobile teams ہیں' کسی کی صرف سے چار ہیں' ایک Static Clinic ہے اور دیگر نے وہاں پر medicines پہنچائیں۔

اس پوری effort میں Provincial Government,Federal Government and National Disaster Management Cell کی coordination ہے اور یقیناً اب جو phase ہے وہ phase reconstruction and redevelopment کا ہے : اسی سلسلے میں میرا بھی کوئٹہ جانا ہوا اور وہاں پر میری بات چیف منسٹر صاحب سے ہوئی' انہوں نے اس وقت یہ بتایا تھا کہ اگلے دو ہفتے میں تمام affectees کی لسٹ تیار ہو جائے گی اور انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ option affectees کے پاس ہو گا کہ آیا وہ اپنی reconstruction کو ابھی شروع کرنا چاہتے ہیں یا بعد میں۔ جیسے آپ کو علم ہے کہ وہاں پر ہر گزرتے ہوئے دن کے ساتھ سردی کی شدت بڑھ رہی ہے' انہوں نے کہا کہ وہ rehabilitation or construction of their houses ابھی کرنا چاہتے ہیں تو ان کو فوری طور پر ابھی امداد دے دی جائے گی اور جیسے وہاں کے کچھ areas ایسے ہیں جو کہ سردیوں میں ہرنائی کی طرف migrate کر جاتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اگر وہ یہ چاہیں گے کہ سردیوں میں وہ وہاں پر migrate کر جائیں اور جب موسم تھوڑا سا بہتر ہو تو واپس آئیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس بات کا بھی انتظام کریں گے۔ ہرنائی میں یا جن علاقوں میں وہ سردیوں کے لیے جانا چاہ رہے ہیں' ان علاقوں میں ان کے لیے camps بنا دیے جائیں گے تا کہ ان کو وہاں پر کوئی تکلیف نہ ہو اور پھر جب وہ واپس آئیں تو ان کی reconstruction میں پوری مدد کی جائے' وہ مدد in terms of cash بھی ہے اور in terms of prefabricated houses یا وہ گھر جو وہاں پر زلزلہ کو برداشت کر سکیں' ان

specifications پر وہ وہاں پر اپنے گھر تعمیر کر لیں۔ یہ بات درست ہے کہ شروع میں سردی کی وجہ سے لوگوں کو تھوڑی سی تکلیف ہوئی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ تین یا چار دنوں میں winter related tents بھی وہاں پر مہیا کر دیے گے ہیں لیکن جیسے میں نے کہا کہ یہ ایک stupendous اور بہت بڑا task ہے، جس کی coordination کی ضرورت ہے۔ جس بات کی نشاندہی مندوخیل صاحب نے کی ہے، میں ان سے بالکل متفق ہوں۔

جناب چیئرمین صاحب! جیسے آپ کو علم ہے کہ باہر کے ممالک جس میں چین، جاپان، United States، ایران، سعودی عرب شامل ہیں، ان کی طرف سے بھی زلزلہ زدگان کے لیے امداد موصول ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔ اگر سینیٹ چاہے گی اور میں آپ کے توسط سے کوشش کرتا ہوں کہ انہی تین یا چار دنوں میں ایک detailed briefing کمیٹی روم میں arrange کی جائے جس میں کہ یہ تمام ادارے جو کہ اس وقت relief operations میں مصروف ہیں، وہ آ کر ایک detailed briefing سینیٹ کے سامنے دیں کہ اس وقت کیا صورتحال ہے، کتنا کام ہوا ہے، آگے کے ان کے کیا plans ہیں اور پھر جب اگلی مرتبہ سینیٹ ملے تو ایک اور detailed briefing انہی اداروں سے لی جا سکتی ہے تاکہ ایک oversight رہے کہ کیا progress ہوئی ہے اور ان کو سینیٹ سے input مل سکے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی تفہیم صاحب۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم (وفاقی وزیر برائے بلدیات و دیہی ترقی): شکریہ جناب چیئرمین کہ مجھے ٹائم دیا۔ میں اپنے بھائیوں کے development funds کے لیے ایک announcement کرنا چاہتا ہوں۔ Prime Minister نے all Parliamentarians کے لیے چاہے Senators ہوں چاہے نیشنل اسمبلی کے members ہوں، ان کے لیے one crore budget of 2008-9 کا کہا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اپنی schemes مہربانی کر کے ہماری منسٹری کو بھیج دیں تا کہ ہم اس کو process کریں۔ باقی رہ گیا تو اسی میں کچھ clarification ہو گی، جو ہمارے بھائی مارچ میں ریٹائر ہو رہے ہیں، اس کے لیے Prime Minister سے instructions لینی پڑیں گی کہ وہ proportionally دیں گے کیونکہ دو

سینیٹر ہوں گے ایک ہی financial year میں۔ مارچ سے دوسرے آ جائیں گے تو مہربانی کرکے ایک کروڑ تک کی اپنی سکیمیں جلدی بھیجیں تاکہ سال نہ ختم ہو جائے Thank you very much.

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: اسحاق ڈار صاحب۔ جی تھہیم صاحب کی ہر بات اچھی ہے۔ ڈاکٹر صاحب! آپ مجھے بتائیے جو چیزیں رہ گئی ہیں we will follow it for you. جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں support کرتا ہوں جو کچھ رضا ربانی صاحب نے فرمایا۔ اگر بریفنگ ہو جائے تو شاید ہم کوئی بہتر measure suggest کرسکیں یا جو ریلیف کا کام ہو رہا ہے اس میں کچھ efficiency لائی جاسکتی ہے۔ سینیٹ کی طرف سے میری یہی گزارش ہوگی کہ پچیس لاکھ تو دیئے ہیں لیکن resolve یہ ہوا تھا کہ پورے funds دیئے جائیں گے the funds obviously you don't have to throw لیکن میں ابھی بھی suggest کروں گا کہ جو باقی پیسے ہیں وہ جلد سے جلد وہاں ٹرانسفر کیے جائیں ورنہ ہو گا یہ کہ ایک مہینہ گزر جائے گا تو پھر یہ پیسے اسی اکاؤنٹ میں جیسے پچھلے تھوڑے سے پڑے رہے تھے پڑے رہیں گے۔ I would humbly request کہ سینیٹ کی جو ایک مہینے کی تنخواہ plus the previous fund that must be transferred in total. پچیس لاکھ جا چکے ہیں اور جو balance ہے before Friday it should be sent to Balochistan. بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی بابر غوری صاحب۔

سینیٹر بابر خان غوری: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! آج کچھ اہم issues کے حوالے سے جو ہماری meeting ہوئی تھی جس میں یہ طے پایا تھا کہ اس پورے اجلاس کا جو ایجنڈا ہے اس کے حوالے سے کل ہم لوگ تقاریر کریں گے۔ کچھ issues پر رضا ربانی صاحب سے میری بات ہوئی۔ رضا ربانی صاحب نے کہا ان کو وہ resolve کریں گے۔ لیکن کچھ basic

issues جو خاص طور پر اس وقت پاکستان کے بزنس مین محسوس کر رہے ہیں، جن مسائل کا وہ سامنا کر رہے ہیں اس میں میری یہ گزارش ہے کہ دنیا میں یہ ہوتا ہے کہ جب کبھی کوئی crisis آتا ہے اس میں ان کو support کی جاتی ہے نہ کہ ان کے ساتھ زیادتیاں کی جائیں۔ جناب والا! آپ نے دنیا میں دیکھا جہاں بھی یہ financial crisis آیا ان کو bail out کرنے کے لیے packages کی announcement کی گئی۔ اب تک ہمارے ہاں سٹیٹ بینک آف پاکستان نے interest rate کم نہیں کیا جس کی وجہ سے بہت سی industries بند ہو رہی ہیں۔ کل ٹویوٹا کمپنی والوں نے پانچ سو ملازمین کو نکالا ہے۔ اس طرح بہت سی industries بند ہو رہی ہیں اور لوگ بے روزگار ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ فوری طور پر اس پر توجہ کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ لوگ پاکستان کے بڑے بڑے groups کو جن میں bankers بھی شامل ہیں، industrialists بھی شامل ہیں اور traders بھی شامل ہیں ان کو ہراساں کر رہے ہیں۔ میری گزارش ہو گی کہ حکومت اس کا فوری طور پر نوٹس لے اور خصوصی طور پر کاروباری حضرات کے خلاف جو جعلی FIRs کاٹی جا رہی ہیں، آپ کے سامنے ایک کیس موجود ہے گولڈ کے مشہور کاروباری کامران قسوری کے خلاف موبائل چوری کا الزام لگایا گیا، ان کے خلاف پولیس مقابلے کا الزام لگایا گیا ہے۔ انہوں نے کبھی بدین کی شکل نہیں دیکھی، ٹھٹھہ کی شکل نہیں دیکھی، ان کے اوپر وہاں سے پولیس سے فرار ہونے کا مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ وہ اقدامات ہیں جن سے بزنس مینوں میں خوف و ہراس پیدا کیا جا رہا ہے۔ اس قسم کے اقدامات کے لیے میری گزارش ہے، میری اپیل ہے صدر پاکستان سے، وزیراعظم پاکستان سے کہ فوری طور پر بزنس مینوں میں پھیلی ہوئی بے چینی کو ختم کیا جائے۔ ڈالر کے حوالے سے، منی چینجرز کے خلاف، وہ لوگ جنہوں نے ایسی کارروائی کی ہے، ان کے خلاف ضرور کارروائی ہونی چاہیے اور اس بات کی ہمیں خوشی ہوگی اور میں اس بات کو appreciate کرتا ہوں کہ جو مشیر داخلہ جناب رحمان ملک صاحب نے اقدامات کیے ہیں۔ کل جب میں نے ان سے بات کی کہ ان بزنس مینوں کو جو کروڑوں روپے ٹیکس دیتے ہیں، ان کو ہتھکڑیاں پہنا کر عدالتوں میں لایا جا رہا ہے اور یہ تصاویر اچھی نہیں جا رہی ہیں، اس سے مزید بے چینی پھیل رہی ہے۔ یہاں سے لوگ اپنی فیملی لے کر جا رہے ہیں۔ بزنس مین اپنے کاروبار

دوسرے ممالک میں منتقل کر رہے ہیں۔ اس قسم کے اقدامات سے مزید بے چینی پھیل رہی ہے اور پاکستان کے اندر مزید crises پیدا ہوں گے۔ بہتر یہ ہے کہ اگر کسی نے جرم کیا ہے تو اس کی تحقیقات کی جائیں اور اس کو بالکل سزا ملنی چاہیے لیکن اگر ابھی تحقیقات ہو رہی ہیں اور اس نے کوئی جرم نہیں کیا ہے تو اس وقت تک ہم اس کو مجرم قرار نہیں دے سکتے۔ اس کے خلاف ایسی کارروائیاں نہیں ہونی چاہییں جن سے ناروا سلوک کا تاثر پیدا ہو۔ اس بے چینی کو ختم کرنے کے لیے حکومت کو ایسے ہنگامی اقدامات کرنے ہوں گے ' ان کو on board لینا ہوگا ' ان کے مسائل کو حل کرنا ہوگا' interest rate فوری طور پر کم کرنا ہوگا otherwise sir, پاکستان کو IMF سے پیسے مل جائیں یا کہیں سے بھی مل جائیں پاکستان کی گرتی ہوئی معیشت کھڑی نہیں ہوسکے گی۔ اس کے اندر ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ منی چینجر جب یہ غیرقانونی کام کر رہے تھے تو سٹیٹ بنک کیا کر رہا تھا؟ وہ کیوں سویا ہوا تھا؟ اس نے ایسے اقدامات کیوں نہیں کیے۔ اتنی بڑی رقم ٹرانسفر ہوگئی۔ سٹیٹ بنک کے اہلکاروں کے خلاف بھی کارروائی ہونی چاہیے وہ آخر کیوں نظر نہیں رکھتے؟ یہ بھی check کرنا چاہیے کہ سٹیٹ بنک نے کس کے اشارے پر tightening کی جس کی وجہ سے پوری Stock Market بیٹھ گئی اور وہ آج دوبارہ کھڑی ہونے کے قابل نہیں ہے۔پھر یہ کہا جا رہا ہے کہ ان مخصوص کمپنیوں کے جو شیئرز خریدے جائیں گے ، جو مخصوص کمپنیوں کے خریدے جائیں گے ' چاہے وہ نیشنل بینک ہو' او جی ڈی سی ہو یا دیگر oil companies ہوں اگر آپ وہ شیئرز خریدیں اور جیسا کہ مشیر خزانہ نے کہا ہے کہ اس کو ہم باہر place کریں گے تو آپ کا وہ شیئر جو تین سو یا ساڑھے چار سو کا تھا وہ اگر سو روپے یا سوا سو روپے پر آگیا تو کیا ہوگا۔ اگر اس کو ہم privatization کے ذریعے پہلے بیچتے تو اس سے زیادہ پیسے ملتے وہ شیئر foreign market میں جائیں گے اور کون لوگ ان کو خریدیں گے یہ بھی ایک question mark ہے کہ پاکستان کے اہم اداروں کے شیئرز اس طرح وہاں foreign markets کے owner لے جائیں گے اتنی کم قیمت پر کیوں کہ 80% discount پر مارکیٹ کو cap کیا ہوا ہے اس کی وجہ سے already available ہیں۔ مارکیٹ جس طرح گری ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ صرف چند کمپنیز کو focus کرنے سے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ تمام کمپنیوں کو bail out کرنا ہے اس

کے لیے ایک ایسا package تیار کیا جائے جو transparent ہو جس پر کسی کو انگلی اٹھانے کی جرات نہ ہو۔یہ میری گزارشات ہیں اور مجھے امید ہے کل جو ہماری بات چیت ہوگی ' ہماری جو تقاریر ہوں گی اس میں وہ issues بھی سامنے آئیں گے جس میں privatization کا بھی ہے۔ اس میں سب سے بڑا جو issue ہے وہ دادو شوگر مل کا ہے۔ دادو شوگر مل کا issue تو آپ کے علم میں ہے کہ پچھلے دور حکومت میں اس کی پینتالیس کروڑ روپے کی bid آئی تھی لیکن اس کو reject کیا گیا تھا کیوں کہ اس کی property سوا ارب روپے کی ہے۔لیکن اب وہ نو کروڑ روپے میں اگر دے دی گئی ہے تو یہ بھی ایک question mark ہے۔اسی طرح قادر پور گیس فیلڈ جس سے ہمیں صرف income آ رہی ہے وہاں ہمارے کوئی اخراجات نہیں ہیں۔ اگر آپ PIA کو بیچ رہے ہیں کہ اس میں منافع نہیں ہو رہا ہے ' اس میں اربوں روپے کا نقصان ہے تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن ایک ایسا ادارہ جس سے ہمیں مسلسل منافع ہو رہا ہے ' ہماری اپنی گیس فیلڈ ہے اس پر لوگوں کے اعتراضات ہیں۔ میں سمجھتا ہوں حکومت کو چاہیے کہ ان کے اعتراضات کو مدنظر رکھے اور اس کو دیکھے اور اس کے بعد کوئی فیصلہ کرے۔جلدی میں کوئی چیز نہ کی جائے۔ ان تمام باتوں کے حوالے سے میری رضا ربانی صاحب سے بات ہوئی ہے انہوں نے بھی یہ بات کہی کہ ان چیزوں کا وہ بھی نوٹس لیں گے اور بحث کریں گے کہ آخر یہ جو بے چینی پھیل رہی ہے اس پر حکومت ایسے ہنگامی اقدامات کرکے کس طرح قابو پاسکتی ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: انیسہ زیب صاحبہ۔

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین--

سینیٹر بابر خان غوری: انیسہ معذرت۔ جناب چیئرمین! ایک point رہ گیا ہے۔ یہ جو پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا تھا اور ہمارا جو joint parliament session ہوا تھا۔ اس کے بعد یہ طے پایا تھا کہ ایک کمیٹی ہوگی جو further implementation کرے گی اس میں جو policies طے ہوئی ہیں۔لیکن آج وہ کمیٹی جو announce ہوئی ہے۔ اس سے پہلے جب سپیکر صاحبہ نے تمام پارٹیوں کو بلایا تھا تو یہ طے ہوا تھا کہ تمام پارٹیوں کو برابری کی بنیادوں پر نمائندگی دی

جائے گی اور ہر پارٹی سے، سینیٹ سے اور قومی اسمبلی سے ارکان لیے جائیں گے لیکن جب انہوں نے final فیصلہ کیا ہے جو announcement کی ہے اس میں اس وقت اس فیصلے کے مطابق تمام پارٹیوں کو on board نہیں لیا گیا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں جو کمی رہ گئی ہے اس کے لیے تمام پارٹیوں کو اعتماد میں لیں تاکہ اس میں سینیٹ اور قومی اسمبلی کی نمائندگی بھر پور ہو اور اس حوالے سے جو reservations ہیں ان کو وہ دور کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: انیسہ زیب صاحبہ۔ Sorry Anisa جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! جہاں تک بابر بھائی نے کافی ساری باتیں کی ہیں اور یقیناً ان کا تعلق اقتصادیات سے بھی ہے۔ جہاں تک بابر بھائی نے بات کی کہ غالباً ٹویوٹا موٹرز سے پانچ سو افراد کو نکالا گیا ہے تو اس کی ہم سختی سے مذمت کرتے ہیں اور بہرحال ٹیوٹا نے اگر نکالا ہے تو وہ ایک پرائیویٹ کمپنی ہے لیکن production اور گاڑیوں کی قیمتیں انہوں نے مزید بڑھا دی ہیں لہٰذا کوئی justification نہیں بنتی کہ ملازمین کو وہاں سے نکالا جائے یہ ایک anti-labour اقدام ہے جس کی ہم سختی سے مذمت کرتے ہیں اور یقیناً زیادہ تفصیل سے تو Advisor for Finance بات کریں گے لیکن across the board میں یہ بات ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی یہ قطعاً پالیسی نہیں ہے کہ وہ business community کو ہراساں کرے۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ ایک ایسی فضاء پیدا کی جائے جس میں ملک کی معیشت مستحکم ہو اور اگر ہمیں مشکل اور کڑوی گولیاں as government کھانی بھی پڑتی ہیں تو ہم وہ کھانے کے لیے تیار ہیں لیکن ہم ایک ٹھوس بنیاد پر چیزیں رکھنا چاہتے ہیں۔ جہاں تک بابر بھائی نے بات کی handcuff کی تو handcuff کا میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ وہ as a government policy نہیں ہے، یہ private TV channels ہیں اگر وہ air کر رہی ہیں تو

we are not in a position to ask them to air this and not to air this. Further there is no government policy as such.

سینیٹر بابر خان غوری: جناب! ہم نے اس پر اعتراض نہیں کیا کہ TV on air نہ

کریں۔ TV private channels on air کیا تو یہ پاکستان کی قوم کو پتا چلا ہے کہ وہ لوگ جو ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو کروڑ tax pay کرتے ہیں ان کے ساتھ یہ سلوک روا کیا گیا ہے۔ Unless proven نہ ہو جائے کہ انہوں نے کوئی غلط کام کیا ہے۔ اس پر میری مشیر داخلہ صاحب سے بات ہوئی تھی انہوں نے فوری ایکشن بھی لیا اور اس پر ہدایت کی اس کے بعد وہ handcuff نہیں لگائے گئے۔ یہ اچھی بات ہوئی ہے جس پر میں وزیر داخلہ صاحب کے اس اقدام کو appreciate کرتا ہوں اور مجھے امید ہے وہ لیں گے، لیکن اس میں ہماری ایک بات ہے کہ اگر کوئی بھی ہو، چاہے وہ ایک عام انسان بھی ہو، غریب آدمی بھی ہو tax pay کرتا ہے یا نہیں کرتا ہے کوئی بھی Pakistani citizen ہو جب تک کہ proven نہ ہو اس کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی: اسی سلسلے میں ہے تو ابھی کر لیں۔

جناب چیئرمین: بڑی فراخ دل ہے۔

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Thank you very much Mr. Chairman.

بابر صاحب نے بڑی باتیں کی ہیں اور صحیح باتیں بھی کیں اور رضا ربانی صاحب نے جواب بھی دیا لیکن میں رضا ربانی صاحب، بابر صاحب کی بات کی تائید کرتے ہوئے یہ کہنا چاہوں گا کہ دنیا میں اس وقت recession ہے۔ پوری دنیا میں business community کو انہوں نے bail out کرنے کی کوشش کی ہے۔ Even چائنا بھی bail out کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ انڈیا نے bail out کیا ہے لیکن پاکستان گورنمنٹ نے، ابھی تک ہماری coalition government نے کوئی ایسا ایکشن نہیں لیا جس سے business community survive کر سکے۔ اس وقت دنیا میں ہر چیز کی قیمت one 3rd رہ گئی ہے۔ اگر 1500 ton کوئی آئل منگوایا گیا تھا تو آج 500 ton ہے۔ 500 dollar per ton ہے۔ اگر کوئی PP والوں نے 2100 پر L.C کھولی تھی تو آج 600 روپے per ton ہے۔ اگر کسی دوست نے سریا 900 dollar ton پر کھولا تھا تو

آج 250, 300 dollar ہے اور اگر پاکستان گورنمنٹ نے اور فیڈرل گورنمنٹ نے mark up rate کم نہ کیا تو میں نے اس دن بھی ایک چھوٹی سی تقریر کی تھی کیونکہ ہم تو coalition partner ہیں۔ ہمیں objections نہیں کرنے چاہییں۔ Objections میں نہیں کر رہا لیکن میں یہ رائے دے رہا ہے کہ اگر immediately action نہ لیا گیا تو یہ تو صرف Toyota نے پانچ سو نوکریاں ختم کی ہیں۔ رضا بھائی آدھے سے زیادہ ملیں بند ہو جائیں گی۔ کراچی میں کافی ملیں already بند ہو چکی ہیں۔ یہ ایک اور unemployment کا بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو گا۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر ایکشن لینا چاہیے۔ جہاں تک کسی کا نام لیے بغیر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے بابر صاحب نے کہا کہ آج ان کو handcuff نہیں لگے تھے، میں سمجھتا نہیں ہوں کہ ہماری محترمہ ایکشن لیتی ہے لیکن ہر ایکشن انہوں نے لیٹ لیا ہے۔ سٹیٹ بینک کی گورنر نے جو تین چار actions لیے ہیں ۔ تینوں کے تینوں actions انہوں نے لیٹ لئے ہیں۔ اس میں discount rate میں انہوں نے کمی کی ہے۔ لیٹ کی ہے۔ آج جو کالیوں والا کام کیا ہے۔ یہ جو ڈالر کی فلائٹ کا کام کیا ہے یہ بھی کافی لیٹ کیا ہے۔ یہ پہلے کرنا چاہیے تھا۔ ایک اور کام انہوں نے inter banks کا کیا وہ بھی لیٹ کیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کیوں سوچتی رہتی ہے ۔ Why does not she take action in time? اور آج میں اس ہاؤس کی وساطت سے آپ کے سامنے یہ عرض کر رہا ہوں کہ خدارا interests rate کو immediately کم کریں۔ ٹھیک ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری economy بھی crisis میں ہے۔ پاکستان کی economy بڑی crisis میں ہے۔ اسی وجہ سے میں نے آپ کو letter لکھا کہ ہے کہ economic crisis میں ہے۔ میں foreign نہیں جانا چاہتا۔ Foreign country نہیں جانا چاہتا۔ گورنمنٹ کی saving ہو گی۔ میرا tour تھا میں نے خود tour surrender کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ملک کے لئے saving ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: بڑا سراہا گیا ہے۔ بڑا appreciate کیا گیا ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں simply یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہمارا ملک ایک crisis میں ہے اور industry جو ہے وہ بہت بڑے crisis ہے۔ ہر ایک بہت industry

بڑے crisis میں ہے۔

جناب چیئرمین، وقت کا ذرا خیال رکھ لیں اور بھی کافی ساتھی ہیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، اس لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدارا اس کے لئے کچھ کیا جائے باقی پشاوری بھائی کے متعلق بھی انہوں نے کہا ہے۔ میری اور ان کی opinion میں فرق ہے ان کے ساتھ anyhow وہ اپنی بات ہے میں زیادہ detail میں نہیں جانا چاہتا تو میری request یہ ہے کہ mark up rate بہت جلدی کم کیا جائے۔ Thank you very much.

جناب چیئرمین، انیسہ زیب صاحبہ finally. ترتیب میں جو نام ہیں ان کو میں بلا رہا ہوں۔ جو مجھے چیمبر میں دیئے گے تھے ان کو بلا رہا ہوں اس کے بعد جو یہاں دیئے گئے ان کو میں بلا رہا ہوں۔ باری باری سب کو بلالیں گے لیکن یہ ہے کہ ترتیب سے چل رہے ہیں۔

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی، شکریہ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے Leader of the House اور اس کے ساتھ جو وفاقی کابینہ کے دیگر ممبران یہاں موجود ہیں اور موجود نہیں ہیں ان سب کو مبارکباد دینا چاہوں گی جنہوں نے اپنے عہدوں کا حلف اٹھایا اور دعا ہے کہ ان کی جو ذمہ داریاں ہیں وہ بخوبی اور احسن طریقے سے ادا کریں۔ میرا جو point of order ہے جناب چیئرمین! یہ اس ہاؤس میں پہلے بھی آ چکا ہے لیکن اس کی نوعیت اس طرح کی ہے کہ اب جیسے جیسے ٹائم گزر رہا ہے یہ اور زیادہ crucial ہو رہی ہے۔ آپریشن کی وجہ سے سوات، باجوڑ اورمہمند اور اب دیر کے علاقوں سے بھی نقل مکانی شروع ہوئی ہے۔ Internally displaced persons ہیں۔ ان کے جو کیمپس ہیں حکومت نے اور خاص طور پر سپیکر قومی اسمبلی نے اس میں initiative لیا تھا اس کو بہت سراہا گیا۔ لیکن میں سمجھتی ہوں اس کے لئے حکومتی سطح پر بہت کام کرنے کی ضرورت ہے اور ان کو جو facility ہے، بلوچستان کی تو ایک ناگہانی آفت آئی ہے اور اس پر ہم سب کو افسوس ہے لیکن اتنی ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگ اب کیمپوں میں ہیں اور بہت سے لوگ کیمپوں سے باہر بھی اس وقت تکلیف کی حالت میں ہیں۔ پانی کا وہاں پر مسئلہ ہے۔ بچوں کے لئے کوئی schooling نہیں ہے۔ اس کو حکومتی سطح پر دیکھنے کی

ضرورت ہے۔ خاص طور پر موسم سرما آ رہا ہے اس میں بہت سی ایسی جگہیں ہیں جہاں
shelters کا problem ہے' اس کے لئے حکومت سے مجھے یقین ہے کہ صوبائی حکومت بھی
وہاں پر ضرور اپنی حتی الوسع کوشش کر رہی ہو گی لیکن as such ground پر وہ نظر نہیں آ رہی۔
وفاقی حکومت اس میں ضرور ایکشن لے اور صرف چند ایک consignments بھیجنے سے یہ مسئلہ
حل نہیں ہو گا۔ اس کو دیکھنا پڑے گا کہ اگر' کیونکہ اس میں اب کوئی ٹائم نظر نہیں آتا کہ کتنے
عرصے تک یہ چیز جاری رہے گی۔ اور ان کے لئے proper, خاص طور پر جو utilities ہیں'
schools ہیں یا dispensaries ہیں اس کے حوالے سے ہمیں بندوبست کرنا ہو گا' اس کے
لئے جب تک چاہے وہ N.D.M.A. کے تحت کریں یا کسی بھی Ministry کے تحت کریں
لیکن اس کا ایک خاطر خواہ انتظام کرنا ہو گا کیونکہ اس وقت یہ اور زیادہ بڑھ رہی ہے اور آپریشن
ہمیں جو foreseeable future میں ابھی تک نظر نہیں آ رہا کہ اس میں کتنے عرصے میں وہ ختم
ہو جائے گا۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت کے نوٹس میں یہ لانا چاہ رہی ہوں تھی کہ جتنے بھی
اس وقت لوگ نقل مکانی کر کے کیمپوں میں ہیں یا پھر کیمپوں میں جگہ کا مناسب بندوبست نہ
ہونے کہ وجہ سے ادھر ادھر' کہیں اپنے رشتے داروں کے پاس ہیں وہ بھی زیادہ عرصے تک ان
کے ہاں نہیں رہ سکتے ' ان کی مدد کی جائے۔ حکومتی سطح پر کہتے ہیں کہ ڈھائی لاکھ کے قریب ہیں
جبکہ ایسا نہیں بلکہ یہ چار لاکھ سے بھی زیادہ افراد ہیں جنہوں نے اپنے اپنے علاقوں کو چھوڑ دیا ہے
اور حکومت کی امید پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سعدیہ عباسی صاحبہ۔

Point of Order

The excess done to a lady doctor of PIMS and Barricades in front of the Parliament House

Senator Saadia Abbasi: Thank you Mr . Chairman . Mr . Chairman

میرا جو point of order ہے اس سے پہلے میں ایک بات کرنا چاہوں گی کہ یہ میرے پاس

ایک application آئی ہے۔ یہ PIMS کے ڈاکٹر کی طرف سے ہے اور جو حالیہ incident ہوا ہے۔ جس کے بارے میں press نے اتنی extensive coverage دی ہے ' میں ان کی یہ request آپ کو دینا چاہتی ہوں' میں نام نہیں لینا چاہتی ہوں' نہ ہی ان لوگوں کے نام پڑھنا چاہتی ہوں جو اس میں involved ہیں لیکن یہ ایک انتہائی شرمناک incident ہے اور ہمارے ملک کے doctors کے ساتھ اس طرح کا جو سلوک ہوا ہے ' یہ نہ صرف انصافی ہے بلکہ کسی بھی مہذب معاشرے میں ایسی بات سوچی بھی نہیں جا سکتی ہے کہ اس طرح کا سلوک کیا جائے۔ آج تیسرا دن ہے کہ doctors protest کر رہے ہیں اور پھر انہوں نے یہ request بھیجی ہے کہ اسے Chairman Senate کو پہنچایا جائے کہ وہ فوری action اس پر لیں۔ میں آپ کو یہ دینا چاہتی ہوں کہ آپ اس کے اوپر enquiry بھی کروائیں اور آپ متعلقہ افسران سے پوچھیں کہ یہ کیوں ہوا ہے اور اس پر انہوں نے کیا action لیا ہے؟

جناب چیئرمین: یہ کاغذ مجھے دے دیں۔ آپ کا کوئی اور point ہے؟

سینیٹر سعدیہ عباسی: جی میرا ایک اور point ہے۔ جناب! یہ afterall حکومت کا ادارہ ہے' ملک کے doctors کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے' تیسرا دن جا رہا ہے اور اتنی لاتعلقی کا اظہار میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ جناب! آپ اس پر action لیں اور کمشنر اسلام آباد کو بلائیں اور ان سے پوچھیں کہ کیسے اس طرح doctors کو assault کیا جا سکتا ہے اور پھر FIR بھی register نہ ہو۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! پہلے وزیر موصوف جو کہ موجود ہیں' اس پر اپنا بیان دیں۔

میر اعجاز حسین جکھرانی (وزیر برائے صحت): شکریہ جناب چیئرمین! یہ مسئلہ میرے چارج لینے سے پہلے وقوع پذیر ہوا تھا۔ اس بارے میں doctors سے میرے سیکرٹری صاحب ملے تھے' ان سے بات بھی ہو گئی تھی لیکن اس کے بعد سپریم کورٹ نے اس پر suo moto لیا ہے اور سیکرٹری اور کمشنر کو بلا کر اس کے لیے judicial enquiry مقرر کر دی ہے جو doctors خود چاہتے تھے۔ جناب! اب اس کا کورٹ نے فیصلہ کرنا ہے۔

جناب چیئرمین : اب یہ معاملہ subjudice ہو گیا ہے۔ سعدیہ صاحبہ آپ باقی points دیں اور مختصر رکھیں۔

سینیٹر سعدیہ عباسی ، جناب چیئرمین ! میں کئی مرتبہ اس point پر بات کر چکی ہوں لیکن مجھے repeat کرنا پڑ رہا ہے کہ جب سے یہ حکومت آئی ہے، اس ہاؤس میں پہنچنے کے لیے بڑھتے بڑھتے اب پانچ رکاوٹیں ہو گئی ہیں۔ جہاں تک members کے privilege کا issue ہے no doubt it is a violation of the privilege of this House. اس پر کئی مرتبہ بات کی ہے لیکن اب یہ حال ہے کہ اس شہر کو انہوں نے اپنی طرف سے ایک fortress بنا دیا ہے، زون کا نام دیا گیا ہے، بھئی ہم بغداد میں نہیں ہیں، ہم غزہ میں نہیں ہیں، ہم ایک آزاد ملک ہیں اور اس ملک میں ایک صورتحال create کر دی گئی ہے اور اس شہر میں کر دی گئی ہے، لوگوں کے businesses تباہ ہوگئے ہیں۔ لوگوں کا سکون انہوں نے برباد کر دیا ہے اور یہ کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ ہم investment لائیں گے۔ دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ جی ہم IMF کے ساتھ دبئی میں بات چیت بھی کر رہے ہیں کیوں کہ وہ اس شہر میں اپنے آپ کو safe محسوس نہیں کرتے ہیں، کیا یہ law and order ہوتا ہے؟ کیا یہ good governance ہوتی ہے؟ لوگوں کا چلنا پھرنا مشکل کر دیا ہے which is a violation of the fundamental rights of the people, their access to the public places کو اس طرح سے restrict کیا جائے اور پولیس ان سے بدتمیزی کرتی ہے اور وہ ہر طبقے کے لوگوں کے ساتھ بدتمیزی کرتی ہے۔ آخر یہ رکاوٹ کیوں ہو؟ یہ اپنی vigilence and monitoring کو بہتر کریں۔ کیا یہ طریقہ ہے کہ شہر کو آپ کہہ دیں کہ یہ red zone ہے، یہ فلاں زون ہے، کیا اس ملک پر حملہ ہوگیا ہے؟ کیا مکھی مارنے کے لیے انہیں پورا توپ خانہ نکالنے کی ضرورت ہے؟ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ایک چیز کی کوئی proportionality ہونی چاہیے، سہولتیں دینے کی بجائے انہوں نے ہماری زندگی مشکل کر دی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر رؤف صاحبہ۔

سینیٹر سینیٹر رؤف ، شکریہ جناب چیئرمین صاحب ! سب سے پہلے میں اراکین سینیٹ

کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اس مصیبت گھڑی میں انہوں نے ایک ماہ کی تنخواہ زلزلے کے متاثرین کے لیے دی۔ جناب چیئرمین صاحب! بلوچستان میں دل ہلا دینے والا زلزلہ آیا ہے۔میں اس وقت اپنے علاقے کی تباہی کا ذکر کرنا بہت ضروری سمجھتی ہوں۔ زلزلے کی شدت زیادہ تر زیارت کے علاقے میں تھی، درجنوں ہلاکتیں ہوئی ہیں، درجنوں لوگ زخمی ہوئے ہیں۔ صوبے میں حکومت کی طرف سے جو اقدامات ہوئے ہیں وہ ناکافی ہیں، کام کو تیز کیا جائے۔ علاقے میں پوری طبی امداد پہنچائی جائے تاکہ قیمتی جانیں بچائی جا سکیں۔ ابھی بھی وہاں پر لوگوں کو first aid کی ضرورت ہے۔ بلوچستان میں قدرتی آفت سے نمٹنے کے لیے rescue کے نظام کو موثر بنایا جائے۔ زیارت میں کچے مکانات منہدم ہو گئے ہیں، لوگ کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ چونکہ زیارت میں سردی ہے، winterized خیمے فراہم جائیں اور reconstruction کے لیے جلد کام شروع کیا جائے۔ شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: جناب! میری ایک suggestion ہے کہ یہ پانچ سات جگہوں پر barriers لگے ہوئے ہیں اور ہر ممبر کو آپ ایک زبردست قسم کی گاڑی، جس پر بہت بڑی پلیٹ سبز رنگ کی لگی ہوئی ہو جس پر لکھا ہوا ہو کہ don't touch me وہ دی جائے، ٹیکسی پر جانا مصیبت، پیدل جانا مصیبت۔ جناب! ہم چار پانچ دن کے لیے اسلام آباد میں آتے ہیں اور اتنے ذلیل ہوتے ہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے آپ رضا صاحب کو سن لیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! میں اس پر جواب نہیں دینا چاہتا تھا کیوں کہ میں پہلے اس بارے میں کافی بات کر چکا ہوں۔ اب مسئلے کو اس طرح trivialize کیا جا رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی حکومت کو بالخصوص ایک جمہوری حکومت کو یہ بات پسند نہیں ہوتی کہ وہ اس type کے security arrangements کرے کیوں کہ obviously یہ ایک abnormal situation کو reflect کرتے ہیں اور ہر حکومت کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ یہ show کرے کہ ملک کے حالات normal ہیں لیکن

it is a difficult choice with the Government and the Government has

taken the difficult choice and has taken the difficult decision.

اور ایک بات تو یہ ہو سکتی ہے کہ ہم fool's paradise میں رہتے ہیں اور اپنی goodwill کو برقرار رکھنے کے لیے --

I am sorry that the honourable Senator after raising the point of order has left but I will nevertheless make my point and that is

کہ یا تو ہم یہ کرتے کہ اپنی position کو برقرار رکھنے کے لیے ہم کہتے ہیں کہ جی ایک fool's paradise میں ہم رہ رہے ہیں اور

there is no security threat to this country. There is no security threat to this city. There is no security threat to Parliament or Parliamentarians and then whatever would have happened that is consequence God forbid, we could have turned around and said

کہ جی ایک خدا کی طرف سے چیز تھی، ہو گئی

but we have taken the difficult decision. We have taken it upon ourselves toshow that the situation is not normal and we are taking precautionary measures.

میریٹ کے اندر جو ہوا، وہ آپ کے سامنے ہے۔ Penetration کتنی deep ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے کہ

members of the staff in the Parliamentarians Lodge were caught distributing various pamphlets. So, it is a question of security

اور دنیا بھر میں، آپ House of Commons میں دیکھ لیں، you have been there more than I have been. آپ House of Commons میں چلے جائیں، ٹھیک ہے وہاں پر zones نہیں ہیں، وہاں پر ایسی situation نہیں ہے، لیکن

entry into the House of Commons and the security check that takes place at the entry points in the House of Commons for Members of Parliament

and for visitors is before us. So, I regret the inconvenience is has caused to the Members. I regret most sincerely on behalf of the Government, that this is for our security, for the security of this institution that these steps are being taken. I would through you, request the Members to bear with this as this is an extra-ordinary situation.

جناب چیئرمین: میں پھر request کروں گا members سے تعاون کے لیے، کافی ساتھی رہتے ہیں اس لیے مہربانی کر کے مختصر رکھیے۔ Please ابھی اور ہاتھ نہ اٹھائیں کیوں کہ سب کو accommodate کرنا مشکل ہو گا۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی، جناب چیئرمین! میں مختصر بات ہی کروں گی۔ ایک چھوٹی سی بات پہلے کر لوں، رضا ربانی صاحب نے جواب دیا، I agree with him. چیکنگ کرتے ہیں، security reasons ہیں لیکن میری observation یہ ہے کہ جس کے پاس Land Cruiser ہو یا Prado ہو، اس کی ڈگی تو ہوتی نہیں، تو وہ اس کی چیکنگ ہی نہیں کرتے۔ صرف جس گاڑی کا ٹرنک ہوتا ہے، اسی کو چیک کرتے ہیں۔ ایک uniformity ہونی چاہیے۔ اگر چیکنگ ہو رہی ہے تو پھر سب کی ہو، ورنہ نہ ہو۔ کسی کی ہوتی ہے اور کسی کی نہیں ہوتی۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman! just for the sake of personal clarification, my car even with the flag, I stop it and have the dicky checked.

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی، اب میں اپنے پوائنٹ آف آرڈر کی طرف آتی ہوں۔ میں آپ کی توجہ ایک مرتبہ پھر سندھ کی بیٹی تسلیم سولنگی کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں۔ بے شک ان کی تحقیقات ہوئی ہیں اور اس کی جو رپورٹ ہمارے سامنے آرہی ہے، اس کے حساب سے جو بیان اس لڑکی کے ماں باپ کا تھا، اس کو authentic نہیں سمجھا جا رہا ہے اور کچھ اور ہی report تیار ہو رہی ہے۔ چونکہ یہ حلقہ Chief Minister Sindh کا ہے اور نفیسہ شاہ صاحبہ کا، تو

بہتر یہ ہوتا کہ اس میں impartial inquiry ہوتی۔ جبکہ ان کا بیان یہ ہے کہ اس کو کتوں کے آگے نہیں ڈالا گیا لیکن ایک صحافی جن کا نام عجیب لاکھو ہے، انہوں نے بیان دیا ہے کہ جس وقت اس کی dead body لے جائی جا رہی تھی، انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس کے اوپر کتے کے کاٹنے کے نشان تھے۔ چونکہ وہ ان کا حلقہ ہے اور میں ان کی نیت پر شک نہیں کرتی لیکن لوگوں کے دماغ میں یہ خیال ضرور ابھرتا ہے کہ may be یہ انکوائری اتنی impartial نہیں ہوئی ہے جتنی ہونی چاہیے۔ بہتر تو یہ ہوتا کہ بجائے اس علاقے کے کسی MNA یا کسی اور شخص سے انکوائری کروانے کے، کسی neutral شخص کو یا کسی retired judge کو اس کی انکوائری سونپی جاتی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کی ایک دفعہ پھر از سر نو انکوائری ہونی چاہیے۔

چیئرمین صاحب! دوسری چیز آپ کو یاد ہوگا کہ منوڑہ کے اسکول میں دیوار گرنے سے چار بچوں کی death ہوئی تھی۔ وہاں پر نوید قمر صاحب بھی گئے تھے اور KPT کی چیئر پرسن بھی گئیں تھیں۔ انہوں نے وہاں برحسب وعدہ لوگوں کو پیسے دیے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک وعدہ نوکریوں کا بھی کیا تھا کہ جو چار affected بچے ہیں، ان کے لواحقین کو نوکریاں دی جائیں گی۔ ان میں سے انہوں نے دو بچوں کے لواحقین کو نوکریاں دی ہیں اور وہ بھی چپڑاسی کی contract basis پر لیکن دوسرے جو دو بچوں کے لواحقین ہیں، وہ پڑھے لکھے ہیں، they are graduates ان کو یہ کہہ کر منع کر دیا گیا ہے کہ ہم نوکری نہیں دے سکتے کیونکہ نوکریوں پر ban لگا ہوا ہے۔ یہ میں آپ کے knowledge میں لانا چاہتی تھی اور میں چاہتی ہوں کہ رضا ربانی صاحب اس پر action لیں۔ ساتھ ساتھ میں ان کو Minister منتخب ہونے پر مبارکباد بھی دینا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: رزینہ عالم صاحبہ۔ میرے پاس نام ہیں، میں باری باری ترتیب سے آ رہا ہوں لیکن میں اب اور نام accommodate نہیں کرسکتا۔ ورنہ پھر مشکل ہو جاتا ہے۔

سینیٹر رزینہ عالم خان: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میں سب سے پہلے آپ کی وساطت سے سینیٹ میں قائد ایوان جناب رضا ربانی صاحب کو اور باقی وزراء کو وزارتیں سنبھالنے

پر مبارک باد پیش کرنا چاہتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ وہ good governance کے لیے اپنا بھر پور اور فعال کردار ادا کریں گے۔ انشاء اللہ۔

جناب والا! میرا point of order کل کے اخبار Daily Times کی ایک خبر کے متعلق ہے جس میں لکھا ہے کہ 345 پاکستانیوں کو ترکی سے deport کر دیا گیا' وہ پاکستان پہنچ گئے ہیں۔ جناب والا! میں مئی میں ترکی سے واپس آرہی تھی اور اس جہاز میں بھی کچھ پاکستانی تھے جو deport کیے گئے تھے۔ میں نے ان میں سے چند ایک کے ساتھ بات کی اور میں آپ کو بتا نہیں سکتی جو ان کا حال تھا' وہ رو رہے تھے۔ Recruiting agencies نے ان کو ملازمت کا جھانسہ دے کر وہاں بھیجا۔ ان کے کاغذات مکمل نہیں تھے جس کی وجہ سے ان کو deport کیا گیا۔ جناب والا! یہ 345 پاکستانی کل پہنچے ہیں' اس طرح بہت سی کھیپیں آ رہی ہیں' میں آپ کی وساطت سے متعلقہ وزارت کو اپیل کرنا چاہتی ہوں کہ وہ دیکھیں کہ یہ کونسی agencies ہیں' یہ کونسے ادارے ہیں جو کہ ان معصوم اور ان پڑھ افراد کو لاکھوں روپے لے کر اور نوکری کا جھانسہ دے کر لے جاتے ہیں۔ یہ لوگ جب وہاں پہنچتے ہیں تو پکڑ لیے جاتے ہیں۔ ان agencies کا سراغ لگایا جائے اور ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: فوزیہ فخر الزمان صاحبہ۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان: شکریہ چیئرمین صاحب۔ میری ایک چھوٹی سی request ہے کہ FIA سے جو لوگ NAB میں لیے گئے تھے' ان کی تنخواہ میں کچھ اضافہ ہوا تھا اور اب جب کہ وہ واپس FIA میں آئے ہیں' تو مہنگائی آسمانوں پر ہے اور روپیہ زمین پر ہے اور ان کا وہ اضافہ دوبارہ کٹ گیا ہے۔ ان کے پاس بہت طریقے ہوتے ہیں corrupt ہونے کے' اس لیے براہ مہربانی ان کی تنخواہ زرا بہتر کردیجیے تا کہ وہ corruption سے بچ جائیں۔ شکریہ۔

Point of Order

The Loadshedding in Karachi and Privatization of KESC

جناب چیئرمین: کرنل مشہدی صاحب۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. I do not see the Minister for Power but I do see the true sons of Karachi, Mian Raza Rabbani and of course the beloved and dynamic Law Minister. I am sure they will take cognizance of this point which I keep on raising and nothing is happening. It is about the power outages in Karachi, they have become a legend. People are still suffering, I do not know if the Minister lives in wonderland and he keeps on feeding us dreams and fairy tales that the load-shedding has stopped. It has not stopped. Still, there are areas in Karachi which have been without electricity for hours and hours and sometimes even over night and going into days. At least, 8 to 10 hours of loadshedding is the common thing but that is only one aspect that we have been raising for the last nine months and they have been able to do nothing, to ease the suffering of the poor, meek and the humble people of Karachi especially those who belong to the lower statures

مگر میرا جو point ہے کہ کیا گورنمنٹ کے پاس غیر قانونی اور غیر آئینی طریقے سے revenue generate کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے؟ کوئی قانونی طریقہ نہیں ہے؟ GST is being charged on the electricity bills. GST cannot be charged on services.

Provision of electricty ایک service ہے۔ عوام کے لیے ایک service ہے، اس کے اوپر GST charge کر رہے ہیں۔ بلوں کے اوپر اس کے علاوہ Sales Tax charge کر رہے ہیں، اس کے اوپر 25 روپے TV fee charge کر رہے ہیں۔ اس کے بعد other hidden taxes charge کر رہے ہیں تو inflated bills اپنی جگہ دے رہے ہیں، faulty meters اور جو 40-50% تیز چلتے ہیں، Syed Brothers والے transparent meters جو کہ زبردستی فوجی حکومت کے زمانے میں فوجیوں نے لگائے تھے، وہ چل رہے ہیں، وہ 40% زیادہ دکھاتے ہیں، آپ ان کو بے شک کسی بھی international ادارے سے check کروالیں۔ اس کے بعد

Prime Minister of Pakistan نے وعدہ کیا' وزیر صاحب نے وعدہ کیا' اس کے بعد ملک کے ہر department سے ہمیں تسلیاں ملیں کہ جی یہ جو 70% اور 30% price hike ہے اس پر نظر ثانی کی جائے گی' اس کے اوپر کچھ نہیں ہوا۔ Bills کے بارے میں انہوں نے کہا جی کہ آپ 60% دے دو' 40% بعد میں دے دو۔ جب ہم نے دس دن کے بعد مرنا تو پھر آج ہی مار دو I don't know why no relief is being provided by this Government.

Mr. Chairman: This has already been mentioned by many of your colleagues. So, the point is power shortage.---

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی : نہیں power shortage کے ساتھ ساتھ میرے دوسرے points بھی note کریں اور ان کا بھی کوئی حل کریں۔ جناب چیئرمین ! Generating plants belonging to KESC are closed down. furnace oil دو' چار مہینے پہلے مہنگا تھا آج تو وہ بالکل سستا ہو گیا ہے' ان کو تو on کریں۔ کہتے ہیں جی گیس مہنگی ہے' وہ بند کر دیتے ہیں' maintenance ہو رہی ہے' وہ بند کر دیتے ہیں اور جب ہم KESC کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ جی یہ تو ایک پرائیویٹ ادارہ ہے' چلو بھاگ جاؤ۔ We have nothing to do. ہم تو private ہیں' ہم carpet beggars ہیں' ہم تو کراچی کے لوگوں کو لوٹنے کے لیے ہیں۔ جناب والا! اس agreement میں تھا کہ 400 million dollars are to be spent on the electric wiring and on transformers ایک دھیلا خرچ نہیں کیا گیا' ایک tower کو نہیں بدلا گیا تو اس لیے situation is getting from bad to worse and when Rome was burning one man was fiddling. ادھر تو پوری حکومت fiddling کر رہی ہے اور پورا کراچی burn کیا جا رہا ہے۔ Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you very much.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I am sorry but this is an allegation which I have to reply to. The honourable member from Karachi has raised the question of KESC that is a problem. I am not skirting that

problem. That problem is very much there. The Government is trying to solve it and we are trying to solve it in conjunction with our friends in the MQM.

As far as prices are concerned, in the parliamentary meeting in which the honourable Senator was also there, the Prime Minister was there, a committee was constituted which is looking at the pricing formula and as a consequence of that 60 per cent of bills are being taken and I think that in the next couple of days a final pricing formula will emerge from that. But having said that I would just like to remind the honourable Senator when he talks about Rome burning and Nero fiddling and now Karachi is burning and the entire Government is sleeping. I would just like to remind that he was a part of that team which brought the Olympic Torch to burn Karachi. When KESC was privatized the honourable member was on the Treasury Benches, we opposed the privatization of KESC, the honourable member supported the privatization of KESC. Then, he was talking about GST. I would like to remind the honourable member, if my memory serves me correctly that in the Money Bill of the last Government, this clause was crept in, that GST would be charged on services. We were on the Opposition benches, the honourable member voted and supported for that. And then he was talking about privatization, I would just say that this is the factual position

Mr. Chairman: Mr. Saleem Saifullah Khan

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں

سب سے پہلے نئے وزرا کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔ اس کے علاوہ فارن ایکسچینج میں جو ڈیلرز کالیا وغیرہ ہیں، مجھے ان کا پورا نام بھی نہیں آتا، جو بھی ہے، جس طریقے سے۔۔ رضا ربانی صاحب چلے گئے، کہ ہمیشہ انہوں نے جمہوریت اور عدلیہ کی آزادی۔۔۔ اچھا ہے کہ تشریف لے آئے ہیں، میں ان کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ ایک بڑے important Division IPC(Inter Provincial Coordination) کے وزیر بنے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ rule of law کی بات کی ہے، کیا یہ طریقہ ہے کہ ہتھکڑیاں ڈال کر جو بھی ہو پکڑ لو۔ میرے خیال میں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ اپنے ملک کے، جو میں اخبارات میں اعداد و شمار دیکھ رہا تھا کہ پتا نہیں کتنے انہوں نے پچھلے چند سالوں میں جو کام کیا ہے کل آپ کا ایک بنک اگر involve ہوتا ہے تو اس کے لیے آپ کے پاس عدالتیں ہیں، State Bank of Pakistan ایک regulatory body ہے۔ بہتر یہ ہوتا کہ وہ action لیتا، ان کا license cancel کرتے، ان کو بلاتے اور ان کو exit control list پر ڈالتے لیکن میرے خیال میں جس طریقے سے یہ سارا کچھ ہوا ہے

I think it leaves a bad taste in the mouth. I am not saying, if they are involved, they should be punshied. Anyone who is involved, no matter where he is, he should be punished. But the manner and the way in which this has been done, I think, it leaves a lot which is desired.

جناب چیئرمین! اکانومی پر افسوس بھی ہوتا ہے کہ ہم بعض بڑی frivolous باتوں پر وقت ضائع کر دیتے ہیں اور ہم اس امید میں ہیں اور امید پر ہونا چاہیے کہ اگلے چند مہینوں میں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ کچھ ٹھیک نہیں ہونا۔ دنیا آج ایک بحران میں ہے there is a recession today which is going into a depression اور 2009 کی figures آج آئی ہیں a country like United States, a country like Germany, Japan, etc; are going to have negative growth in 2009. میرے خیال میں کسی خوش فہمی میں نہیں ہونا چاہیے اور اپنے اخراجات میں ابھی سے کچھ کمی کرنے کی کوشش کریں۔ بلور صاحب نے کہا کہ foreign trips کم کریں، میں نے بھی جانا تھا، میں نے بھی آپ سے گزارش کی کہ میں یہاں رہنا پسند کروں گا۔ تو میری ان سے یہ گزارش ہے کہ موجودہ حکومت وقت کی gravity کو

سمجھنے کی کوشش کرے اور اس سلسلے میں جیسا کہ کئی معزز سینیٹر صاحبان نے کہا ہے کہ برطانیہ جو ایک conservative society ہے one and a half per cent interest rate کم کرتی ہے اور ہمارے ہاں سود ساڑھے سولہ، سترہ فیصد پر ہے اور کہتے ہیں کہ سود کو اور بھی بڑھایا جائے۔ اس کے بڑے خطرناک results ہوں گے ۔بہرحال جب تین دن کی debate ہوگی تو اس پر بھی اظہار خیال کریں گے۔

جناب والا! میں آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ رضا ربانی صاحب ہمیشہ کہتے تھے کہ Council of Common Interests نہیں ہے، آپ لوگوں نے کیوں نہیں بنائی۔ اور privatization of Steel Mills ہے آپ KESC کو privatize کر رہے ہیں، اب میں ان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ قادرپور گیس فیلڈ کو جو privatize کر رہے ہیں، آپ نے کیا مشترکہ مفادات کونسل جو آئین کا حصہ ہے جس میں oil, electricity, railways اور دیگر چیزیں شامل ہیں، کیا آپ نے ان سے اجازت لی ہے کہ آپ اس کو privatize کر رہے ہیں کیونکہ آج سندھ کی ساری Nationalist parties قادرپور گیس فیلڈ کی نجکاری کی مخالفت کر رہی ہیں تو اس لیے میری یہ گزارش ہوگی کہ آپ اس قادرپور گیس فیلڈ کا معاملہ CCI میں لے جائیں اور وہاں پر debate کے بعد اس پر آپ فیصلہ کریں۔Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Mian Raza Rabbani.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, OGDC's privatization has been okeyed by the Council of Common Interests and Qadirpur is a part and parcel of OGDC.

Mr. Chairman: Muhammad Anwar Bhinder.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب چیئرمین! میں نے پچھلے سیشن میں ایک گزارش کی تھی اور وہ گزارش یہ تھی کہ ہم نے فنانس کمیٹی میں دن رات بیٹھ کر بہت محنت کے ساتھ 76 recommendations propose کی تھیں جو کہ اس ایوان نے unanimously approve کیں اور approve کرنے کے بعد ہم نے قومی اسمبلی کو بھیجیں لیکن قومی اسمبلی

کے فیصلے کا اخبار میں تو آیا کہ سترہ ترامیم منظور کر لی گئی ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ پریس کو بھی پتہ نہیں تھا کہ وہ کونسی ترامیم ہیں جو منظور کی گئی ہیں اور کونسی ہیں جو reject کی گئیں۔ جناب والا! ہمارے ہاں بڑے stalwart members ہیں جو فنانس کے بھی ماہر ہیں' انہوں نے بھی یہ سفارشات کی تھیں - Legal side پر میری بھی بہت سی recommendations تھیں وہ بھی اپنائی گئی تھیں لیکن یہ ایک آئینی provision ہے کہ ہم recommendations کریں' لیکن کیا ہمارا یہ حق نہیں ہے کہ ہمیں ان recommendations کا پتہ چلے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ National Assembly کا فرض ہے کہ وہ ہمارے سیکرٹریٹ کو تحریری طور پر آگاہ کرے اور ہمارا سیکرٹریٹ ہر ممبر کو باقاعدہ اطلاع دے کہ جو recommendations آپ نے کی تھیں ان میں یہ recommendations منظور ہوئی تھیں اور یہ recommendations نامنظور ہوئی تھیں۔ مجھے یاد ہے کہ میرے محترم لیڈر آف دی ہاؤس نے یہ فرمایا تھا کہ میں ان کے دفتر میں چلا جاؤں اور اگلے روز ہی ہم نے اعلان کر دیا تھا کہ ۱۷ ترامیم ہیں۔ جناب والا! یہ property of the House ہے۔ یہ recommendations سارے House نے کی تھیں۔ اس میں سارے ممبروں نے حصہ لیا تھا تو کیا ہمارا یہ حق نہیں ہے' نہ National Assembly ہمارے سیکرٹریٹ کو آگاہ کرتی ہے اور نہ ہمیں اپنے سیکرٹریٹ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کونسی کونسی ترامیم ہماری منظور ہوئی تھیں۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس سلسلے میں کوئی confidential بات نہیں ہے' کوئی secret بات نہیں ہے' کوئی privileged document نہیں ہے کہ ہم سے اخفا رکھا جائے۔ اس میں کوئی بات نہیں ہے۔ جناب والا! ۶ ماہ گزر چکے ہیں اور ۶ ماہ تقریباً گزرنے والے ہیں اور ابھی تک ہمیں یہ اطلاع نہیں ملی۔ میں مودبانہ درخواست کروں گا Leader of the House سے کہ National Assembly سے وہ data لے کر ہمیں مہیا کیا جائے کہ ہماری یہ یہ recommendations approve ہوئی تھیں اور یہ recommendations National Assembly نے approve نہیں کی تھیں تاکہ آئندہ آنے والے وقت میں بھی ہماری راہنمائی ہوسکے کہ یہ recommedations National Assembly کو قابل قبول نہیں ہیں۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے' میں نے National Assembly سے بھی پتہ کیا کہ مجھے debate ہی مل جائے۔ میں Leader of the House

کو یہ تکلیف نہ دوں لیکن مجھے debate بھی دستیاب نہیں ہے۔ غالباً وہ debate ابھی تک چھپی نہیں ہوگی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب یہ ہمارا آئینی حق ہے کہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ ہم نے جو recommendations بھیجی ہیں ان میں سے یہ یہ National Assembly نے approve کی ہیں۔ جناب والا! پارلیمنٹری آداب کا یہ تقاضا ہے کہ ایک House اگر دوسرے House کو recommendations دے تو وہ House اس کو respond کرے۔ ہمارا ایک Bill جاتا ہے تو وہاں سے اگر پاس ہوتا ہے تو اطلاع آتی ہے کہ یہ پاس ہوا ہے اور اگر Bill پاس نہیں ہو تو اطلاع آتی ہے کہ یہ پاس نہیں ہوا یا ۹۰ دن کے اندر اس کی consideration نہیں ہوئی۔

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب Leader of the House سے استدعا کروں گا کہ یہ انتظام کیا جائے کہ وہ تمام تفصیلات، تمام ترامیم کے متعلق ہمیں فراہم کی جائیں کہ یہ منظور ہوئی تھیں اور یہ نا منظور ہوئی تھیں۔ جناب والا! میں توقع کرتا ہوں کہ اس کا کوئی جواب آ جائے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! بھنڈر صاحب صحیح فرما رہے ہیں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ سیکرٹریٹ سے شاید نہیں آیا لیکن جیسے ہی Finance Bill pass ہوا تھا میں نے تمام ممبران کو خط لکھ کر آگاہ کیا تھا کہ کونسی recommendations accept ہوئی ہیں اور کونسی نہیں ہوئی ہیں۔ بہرحال ان کا کہنا درست ہے۔ I will ensure that its from secretariat to secretariat.

جناب چیئرمین: جی پری گل صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں اپنے سینیٹر رضا ربانی صاحب کو مبارکباد دیتی ہوں اور جو ہمارے نئے منسٹرز ہیں خاص طور پر خواتین کو جو زیادہ منسٹرز بنی ہیں سب کو میں اپنی طرف سے مبارکباد دیتی ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کا، رضا ربانی صاحب کا، کامل علی آغا صاحب کا اور میرے تمام سینیٹرز بھائیوں کا اور میری بہنوں کا بہت بہت شکریہ کہ میں point of order پر اٹھی اور زلزلہ زدگان کے لئے شور کیا اور آپ تمام سینیٹرز نے بلوچستان کے لئے ہمدردی کی۔ آپ

لوگوں نے بلوچستان کے لئے اتنا غم اور دکھ محسوس کیا اور آپ تمام لوگوں نے ایک ایک مہینے کی تنخواہیں دیں۔ ہم تو بلوچستان میں تھے۔ میری بہن رخسانہ زبیری صاحبہ وہاں پر پہنچی اور طلحہ محمود صاحب جو فرنٹیئر کے ہیں، جتنے بھی لوگ باہر سے آئے تھے ان سب کا میں شکریہ ادا کرتی ہوں۔ ہم تو وہاں ہی تھے۔ رضا ربانی صاحب نے ۲۵ لاکھ روپے جو آپ لوگوں نے بلوچستان کے لئے دیے تھے اپنی تنخواہوں سے اور ۲۵ لاکھ کے تین ٹرک جان محمد جمالی صاحب نے اس دن گورنر صاحب کو سینیٹ کی طرف سے اور اپنے حلقے ڈیرہ مراد جمالی کی طرف سے دیے۔ جس میں چاول وغیرہ تھے۔ جناب چیئرمین! آپ لوگوں کی امداد سے آپ یقین کریں کہ بلوچستان کے عوام میں خوشی کی لہر دوڑی اور وہ اپنا غم بھول گئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمارے لئے جو ایک دم ایکشن لیا اور ہمارے لئے پیسے بھجوائے تو بلوچستان کے لوگوں نے آپ سب کا شکریہ ادا کیا خاص طور پر زیارت اور لورالائی کے لوگوں نے۔

جناب چیئرمین! ایک بات میں کہنا چاہتی ہوں رضا ربانی صاحب، کامل علی آغا صاحب اور تمام سینیٹرز کی خدمت میں کہ وہاں پر ہم لوگ گئے تو آپ یقین کریں کہ وہاں پر اتنی سردی ہے کہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے سردی کی وجہ سے فوت ہوئے۔ وہاں کی خواتین اور مردوں سے بات کریں تو وہ اتنے کانپتے ہیں کہ ان کے منہ سے لفظ نہیں نکلتے۔ وہ بس روتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ سے درخواست کروں گی کہ جو سعودی عرب نے ہمیں بلوچستان کے لئے کروڑوں روپے کی امداد دی ہے تو آپ ایسے کریں کہ بلوچستان کی گورنمنٹ کو آپ آرڈر کریں کہ گورنر، چیف منسٹر یا کور کمانڈر کی کمیٹی بنائیں تاکہ یہ رقم بلوچستان کے لوگوں کو فوری ملے اور ان کے لئے گھر بنائے جائیں۔ خدا کی قسم وہاں پر ہیٹر بھی کام نہیں کر رہے ہیں۔ بندے پریشان ہیں۔ فوری طور پر ان کے لئے گھر بنائے جائیں یا پھر ان کو ۵، ۴ یا ۳ لاکھ روپے دیے جائیں تاکہ وہ خود اپنے لئے گھر بنائیں۔ ٹھنڈے علاقے کے جتنے بھی لوگ ہیں ان کو سبی بھیجا جائے یا ہرنائی بھیجا جائے کیونکہ وہاں پر یہ لوگ مر جائیں گے۔ ایک تو اللہ کی طرف سے ان بیچاروں پر برا وقت آیا ہے۔ ٹھیک ہے وہ اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ پھر ٹھنڈ اتنی زیادہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس میں سیکرٹری سینیٹ کا بھی بڑا رول ہے۔ وہ بھی ہمارے ساتھ گئے۔ میں اگر ان کا نام نہ لوں تو بڑی زیادتی ہوگی۔ انہوں نے تمام سینیٹروں کے پیسے جمع

کروائے اور ہمارے ساتھ گئے اور ہمارے ساتھ وہاں پر دو دن رہے اور ان لوگوں کے ساتھ ہمدردی کی۔

جناب چیئرمین صاحب! اب میں اپنے point of order پر آتی ہوں۔ میں کبھی کبھی پریشان ہوتی ہوں کہ بلوچستان میں زلزلہ اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ پھر وہاں پر اتنی بربادی ہوئی ہے۔ دن دیہاڑے لوگ مرتے ہیں۔ وہاں پر اتنی problems ہیں۔ بلوچستان کا کوئی بھی بندہ یہاں پر اگر وفاق میں ملازمت پر لگتا ہے تو کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر اس کو نکال دیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے ہم ظفر اللہ جمالی کو دیکھیں۔ آپ دیکھیں کہ ظفر اللہ جمالی بیچارے کو اس دور میں اس کو Prime Minister بنایا اور اتارا۔ وہ بھی غلط ہوا۔ میں اس دور کو اچھا نہیں کہوں گی۔ اس بیچارے کو ایک سال یا ۶ مہینے Prime Minister بنایا اور پھر اتار دیا۔ وہ بھی غلط ہوا۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں اور بھی کافی ساتھی ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب! میں اپنے دل کی داستان تو سناؤں ناں۔ اس کے بعد پھر اس کو sports کا چیئرمین بنایا گیا' پھر اس کو اس عہدے سے بے عزت کر کے نکال دیا۔ دوسری بات مصطفیٰ مندوخیل کی ہے جو ہمارے صوبے بلوچستان سے ہے۔ وہاں کا local ہے' وہاں کا رہنے والا ہے اور پی ٹی وی میں ایک تماشا بنا ہوا ہے۔ حالانکہ سینیئر آدمی ہے۔ آپ خود پریشان ہوں گے کہ یہ کیا ہو رہا ہے بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ۔ وہ ایک ڈائریکٹر ہے' کبھی اس کو اتار دیتے ہیں' کبھی اس کا board اتار دیتے ہیں' کبھی Minister order کرتا ہے کہ یہ اتار دو' کبھی اس بے چارے کو OSD بنا دیتے ہیں۔ ایک تماشا لگا ہوا ہے سینیئر آدمی کے ساتھ جس کا نام مصطفیٰ مندوخیل ہے۔ یہ بلوچستان کا ہے۔ یہ بات عبدالمالک کو بھی پتا ہے' یہ بات ہمارے کامران کو بھی پتا ہے' سب کو پتا ہے۔ ہم کہاں جائیں۔ اگر ہم وزیر سے بات کریں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ میرے level کی بات نہیں ہے۔ آپ اخبار پڑھیں' میں یہ ورقہ آپ کو دوں گی' آپ پڑھیں۔ پتا نہیں MD کہاں سے لگایا ہے۔ ریٹائر ہونے کے بعد دوبارہ اس کو لگایا دیا ہے۔ یہ پی ٹی وی کی بات ہے۔

جناب چیئرمین! ایک طرف تو ہم رو رہے ہیں اپنے زلزلہ زدگان کے لیے اور دوسری

طرف یہ تماشا ہو رہا ہے۔ ہم کہاں کہاں جائیں؟ ہم کس کس کے لیے روئیں؟ آپ ہمیں بتائیں۔ آپ action لیں اور میں رضا ربانی کو یہ کہوں گی کہ ایک کمیٹی بنائی جائے اور خاص طور پر مندوخیل اور ظفر اللہ جمالی کے cases اس کمیٹی کو دیں اور inquiry کریں اور پتا لگائیں کہ ہمارے بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے اور دوبارہ ایسا نہیں ہونا چاہیے ورنہ ہم بہت سختی سے نمٹیں گے۔ ہم چھوڑیں گے نہیں۔ یہ میں آپ کو بتا رہی ہوں۔ اب تو ہم ان کو بڑے پیار سے سمجھا رہے ہیں کہ آپ inquiry کریں اور اگر اس کا حق ہے کیونکہ یہ ایک سینیئر آدمی ہے، اس نکال کر اور اس کے نام کی تختی کو نکال کر باہر پھینکیں یہ کیا تماشا ہے؟ یہ کسی کے باپ کا پاکستان تو نہیں ہے۔ یہ چاروں صوبوں کا پاکستان ہے۔ سب کو حق ہے۔ چاہے بلوچستان ہو، سندھ ہو، سرحد ہو یا پنجاب ہو، سب کا حق ہے۔ یہ پاکستان تمام پاکستانیوں کا ہے۔ اس میں پٹھان، بلوچ، پنجابی سندھی سب شامل ہیں اور ہم سب برابر ہیں۔ مگر یہ ہے کہ زیادتی نہ ہو کسی کے ساتھ۔ آپ اس پر action لیں اور مجھے ابھی جواب چاہیے اس کا۔ آپ اس کو کمیٹی کے سپرد کریں، inquiry کریں، تاکہ دوبارہ ہمارے بلوچستان کے کسی بندے کے ساتھ ایسا نہ ہو۔ اگر ایسا ہوا تو پھر ہم سے آپ گلہ نہ کریں۔ پھر آپ یہ نہ کہیں کہ یہ غدار ہے۔ پھر ہم اصلی غداری پر اتر آئیں گے۔ ہم وہ کریں گے کہ دنیا دیکھے گی۔

جناب چیئرمین: اللہ خیر کرے۔ ایسی نوبت انشاء اللہ نہیں آئے گی۔ جی کامران صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! ہم سب آغا پری گل کی حمایت کرتے ہیں۔ یہ ایک بلوچستانی افسر ہے اور وہاں کا local ہے اور اس حوالے سے کبھی اس کے نام کی تختی پھینکی جاتی ہے اور کبھی اس کو نکال کر باہر پھینکا جاتا ہے۔ یہ انتہائی زیادتی ہے۔ پہلے تو ہمارا کوئی شخص یہاں آتا نہیں ہے۔ جب کوئی آجائے تو اس کو اس طرح ذلیل اور رسوا کرتے ہیں، یہ رویہ مناسب نہیں ہے۔ ہم سارے آج پری گل کی امامت میں ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! کل تک اس کو مؤخر کر دیں تاکہ میں facts

and figures لے لوں اور پھر بھی وہ اگر satisfy نہ ہوں تو دیکھ لیں۔

سینیٹر آغا پری گل، آج میں رضا کی خاطر خاموش ہوں۔ اللہ میرے بلوچستان کے سینیٹروں کو سلامت رکھے اور زندگی دے۔

جناب چیئرمین: جی احمد علی صاحب۔

سینیٹر احمد علی: جناب والا! House کو تو in order کر لیں۔

Mr. Chairman: Let's pay some attention to Mr. Ahmed Ali.

Point of Order

The Arrest of the Money Changers

سینیٹر احمد علی، شکریہ جناب چیئرمین۔ آج جب میں آ رہا تھا تو میں نے کراچی ایئرپورٹ پر ایک عجیب واقعہ دیکھا کہ FIA کے چار اہل کار ایک شخص کو practically دھکا دیتے ہوئے لاہور کی flight میں board کر رہے تھے۔ بڑا عجیب سا لگا کہ یہ کون شخص ہے؟ پتا چلا کہ وہ خانانی اینڈ کالیہ کا ڈائریکٹر تھا، جس کو کل ہی وزیر صاحب نے کہا ہے کہ اس کو mistreat نہیں کیا جائے گا لیکن یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اس کو mistreat کر رہے تھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میں Finance Committee کا چیئرمین ہوں، آج تک میں نے ایسا کوئی قانون نہ پڑھا نہ دیکھا جس میں یہ کہا گیا ہو کہ یہ transfer illegal ہے۔ لوگوں کو licences دیے گئے ہیں، ان licences کے تحت انہوں نے دکانیں کھولی ہیں، licence کے تحت وہ کام کر رہے ہیں، یہ State Bank کا prerogative ہے، FIA بیچ میں کہاں سے گھس آیا ہے۔ کیا State Bank نے ان کو instructions دی ہیں کہ تم ایسا کام کرو۔ جناب والا! پہلے تو مجھے اس قانون کا حوالہ بتا دیں جس کے تحت یہ ہو رہا ہے۔ اگر تو یہ illegal کاروبار ہے تو یہ دس، پندرہ یا بیس سال سے کیسے چل رہا ہے ملک میں اور وہ کون سا آدمی ہے جو ان لوگوں سے فیضیاب نہیں ہوا۔ لوگ کس طرح اپنے آپ کو clean کہتے ہیں۔ سب لوگ اس سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ اگر یہ قانون کی خلاف ورزی ہے تو 100 آدمی اور بھی موجود ہیں، ان کو بھی پکڑ لیں۔ ایک کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں۔ میری کوئی اس سے رشتہ داری نہیں ہے۔ میں تو قانون کی

بات کر رہا ہوں۔ اگر ایسا کوئی قانون ہے تو لایا جائے اور بتایا جائے کہ اس قانون کے تحت یہ سب کر رہے ہیں otherwise FIA کے ہتھکنڈے درست نہیں ہیں۔ مجھے پتا ہے NAB ختم کرادی گئی ہے لیکن یہ power FIA کو دی جا رہی ہے کہ وہ لوگوں کو اور businessmen کو اسی طرح تنگ کرتے چلے جائیں۔ جناب والا! یہ بہت ضروری ہے کہ یہ آپ کے notice میں لایا جائے۔ Businessmen کو اس طرح mistreat کرنا درست نہیں ہے۔ ملک کی economy پہلے ہی مشکل میں ہے اگر آپ businessmen کو اس طرح mistreat کریں گے تو کہیں ملک کی economy اور مشکل میں نہ آجائے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین، جی پروفیسر صاحب۔ ذرا مختصر رکھیں کیونکہ آپ پہلے بھی بول چکے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میں دوبارہ وقت تو نہیں لینا چاہتا تھا لیکن احمد علی صاحب نے ایک ایسی بات کہی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے لیے، معیشت کے لیے اور حکومت کے لیے بہت ضروری ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ کیا ملک میں فی الحقیقت کوئی ایسا قانون ہے جس میں ملک سے باہر transfer or exchange ممنوع ہو۔ میرے علم کی حد تک ایسا نہیں ہے۔ پہلے تھا ایسا قانون لیکن اب کوئی ایسا قانون نہیں ہے۔ لہذا اگر ایسا کوئی قانون نہیں ہے تو ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ باہر اپنا account بھی رکھ سکے اور یہاں سے transfer بھی کر سکے اور یہ process ہو رہا ہے برابر۔ اگر یہ صورتحال ہے، اگر یہ بات نہیں ہے کوئی ایسا قانون ہے ملک میں تو بتایا جائے لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو پھر حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ان دو دنوں میں money changers کو target کیا گیا ہے اور جو story circulate ہو رہی ہے وہ بڑی گھناؤنی ہے لیکن on the face of it FIA کا اس طرح آنا، State Bank کا اس معاملے میں مداخلت نہ کرنا، کسی قانون کا invoke نہ کیا جانا اور ہتھکڑیاں لگا کر، دھکے دے کر لے جانا، یہ کسی ملک میں economic stability کے لیے، economic activity کے لیے، investment کے لیے بڑا نقصان دہ ہے اور اگر ایسا ہے تو پھر point بھی بڑا valid ہے کہ دوسرے تمام جو involve ہیں اس میں، کوئی ایک یا دو تو نہیں ہیں، ملک

میں کتنے ہیں' اربوں روپے جا رہے ہیں اور آ رہے ہیں' تو اس کو single out کرنا بہت ہی نقصان دہ ہے۔ اس لیے حکومت کو چاہیے کہ اس معاملے کو seriously لینا چاہیے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ ابھی کافی ساتھی رہتے ہیں۔ کامران صاحب کے جو point رہ گئے تھے' جو Bill introduce کرنے تھے وہ کر لیتے ہیں پھر اس کے بعد points of order پر آجاتے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! سب سے پہلے میں پروفیسر صاحب کی بات کی continuation میں کچھ کہوں گا۔ آج ایک اخبار کی خبر تھی کہ 10,000 dollars سے زیادہ کی amount باہر لے جانے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ یہ بھی بڑا dangerous ہے۔ اگر آپ یہاں سے پابندی لگا دیں گے تو پھر اس طرف سے بھی نہیں آئے گا۔ پابندی دونوں طرف سے ہو جائے گی۔ لہٰذا اس کو بھی دیکھ لیں۔ کوئی قانون ایسا نہیں ہے۔ ایسی باتیں نہ کریں کہ جس پر کوئی قانون نہ ہو' کوئی legislation نہ ہو اور پابندیاں لگائیں اور پھر اس کا مذاق اڑایا جائے۔ اب میں اپنے ایجنڈے کی طرف آجاتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جی فاروق نائک صاحب۔

Mr. Farooq Hamid Naek (Minister for Law): Sir, these two money changers have been arrested under Foreign Exchange Regulation Act of 1947.

ان کی violation تھی - یہ پیسے ' dollars, pounds and other foreign currencies transfer کی گئی ہیں in violation of the Act. اس پر تفتیش جاری ہے اور FIA نے after arresting these persons police remand لیا ہے اور وہ computers جن میں تمام transactions show کی گئی ہیں وہ computers بھی hack کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ investigations کے دوران یہ بھی پتا چلا ہے کہ بے اندازہ لوگ اس میں ملوث ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کافی عرصہ سے flight of capital ہو رہا تھا as a consequence thereof dollar اور دوسری foreign currencies کی artificial scarcity create ہوئی

تھی۔ Artificially ان کی price بہت بڑھ گئی تھی۔ اگر آپ world market کو دیکھیں، Pound گر رہا ہے، Euro گر رہا ہے مگر اس ملک میں Pound کی قیمت بھی بڑھ رہی تھی اور Dollar کی قیمت بھی بڑھ رہی تھی۔ ان سب چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس ملک کی security اور financial stability کے لئے بڑا ضروری ہوگیا تھا کہ یہ action لیا جائے اور جو بھی action لیا جائے گا وہ بڑا transparent ہوگا اور after investigations تمام واقعات بتائے جائیں گے مگر کیونکہ اس وقت investigations ہو رہی ہے اور تفتیش ہو رہی ہے، computers کے اندر جتنے بھی ledgers پکڑے گئے ہیں اور جو بھی نام سامنے آئے ہیں، ایک تو ہوتا ہے کہ ایک transfer ہوتا ہے through telegraph through the banks which is in the normal channel, which is allowed by law, that is different.

مگر یہ حوالہ اور ہنڈی جو کہ قانوناً منع ہے، اگر اس کے تحت جتنی بھی transactions ہوئی ہیں وہ violation of law ہے اور وہ ساری چیزیں سامنے آجائیں گی۔ میں صرف یہ request کروں گا کہ کیونکہ ابھی remand period پورا نہیں ہوا،

let the remand period be over and all the investigations which are being done because police has got to submit the interim challan under Section 173 of the Code of Criminal Procedure within 14 days of the lodging of the FIR. So, let us wait for a few days,

تب تک ساری چیزیں سامنے آجائیں گی۔ شکریہ۔

(مداخلت)

سینیٹر بابر خان غوری، جناب والا! اس میں بات یہ ہے کہ یہاں پر کوئی یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ کارروائی نہ کریں۔ یہ issue نہیں ہے۔ کارروائی بالکل ہونی چاہیے اور ہر ایک کے ساتھ ہونی چاہیے اور برابر کی ہونی چاہیے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ جو dollar بڑھنا شروع ہوا تھا جیسا کہ ابھی وزیر قانون صاحب نے کہا کہ پوری دنیا میں گر رہا ہے اور یہاں بڑھ رہا تھا تو یہ سلسلہ پچھلے تین مہینوں سے چل رہا ہے اور یہ مسلسل بڑھ رہا ہے، تو اس وقت State Bank of

Pakistan کہاں تھا؟ اس نے کارروائی کیوں نہیں کی؟ اس نے intervene کیوں نہیں کیا؟ یہ question ہو رہا ہے کہ آپ اگر کارروائی کرنے جا رہے ہیں تو State Bank کے جو افسران ہیں ان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی گئی کہ انہوں نے پاکستان کی معیشت گرتے وقت اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔

دوسری بات یہ کہ اگر money changers فرض کریں کہ وہ غلط کرتے تھے تو بالکل ان کو سزا ہونی چاہیے تو پھر سارے money changers کو پکڑنا چاہیے۔ ایک کو target نہ کریں۔

تیسری بات یہ کہ جب تک کسی آدمی پر جرم ثابت نہ ہو----- اب کل مشیر داخلہ صاحب نے بڑی اچھی بات کی تھی اور میں نے تقریر میں appreciate بھی کیا تھا' انہوں نے فوری ایکشن لیا' انہوں نے ایف آئی اے کو ہدایت کی کہ آپ یہ کارروائی نہ کریں۔ آج احمد علی صاحب witness ہیں جو flight سے آ رہے تھے کہ کل کی مشیر داخلہ کی ہدایت کے باوجود' اس شخص کو دھکے دے کر عدالت لائے ہیں۔ جو شخص کل تک آپ کے لیے قابل احترام تھا' جو کروڑوں روپے کے ٹیکس گورنمنٹ آف پاکستان کو pay کر رہا ہے وہ آدمی آج آپ کے لیے ایک ایسا آدمی ہو گیا ہے جس کو ایک دہشت گرد کی طرح treat کر رہے ہیں۔ یہ طریقہ کار غلط ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو تبدیل کرنا چاہیے۔ اگر یہ اس کو طریقے سے لے کر جاتے' وہ walk کر کے بھی جاسکتا تھا جہاز میں' دھکے دینا' ہتھکڑی لگانا' منہ پر رومال ڈالنا' یہ سب چیزیں allow نہیں کرنی چاہییں۔ یہ جمہوری حکومت ہے' اس کے جمہوری تقاضے ہیں' قانونی تقاضے ہیں' ان کو پورا کیا جائے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے جرم کیا ہے' بالکل سزا ملے' ہم حکومت کے ساتھ ہیں اور ہم اس بات کی demand کرتے ہیں کہ جو لوگ اس معاملے میں ملوث ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے لیکن اگر کسی آدمی پر جرم ثابت نہیں ہو رہا' اس سے پہلے اس کو مجرم نہ بنایا جائے۔ بہت شکریہ۔

سینیٹر احمد علی: جناب! اکٹھا جواب دے دیں۔ بات یہ ہے کہ آپ State Bank کو independent کہتے ہیں' ہنڈی کا کاروبار آج تو نہیں شروع ہوا۔ ہنڈی کا کاروبار تو جب سے ہم

پیدا ہوئے اس وقت سے شروع ہے۔ اس وقت یہ سب لوگ سو رہے تھے' all of a sudden ایک آدمی ہنڈی کا کاروبار کرتا ہوا نظر آیا۔ ہنڈی کا کاروبار تو سارے لوگ کر رہے ہیں اور State Bank کے اپنے قانون ہیں۔ کیا State Bank نے ان کو کہا کہ پکڑ لو۔ آپ کہہ رہے ہیں State Bank independent ہے' جب independent ہے تو ان کا کام ہے کہ وہ ان کو report کرے کہ جی فلاں آدمی کو ایسا کریں۔ انہوں نے تو نہیں کہا اور ڈالر کا--------- میں نے کامران خان کو چینل پر جاکر کہا کہ ڈالر slip ہو رہا ہے' State Bank کہاں ہے' State Bank نے تو کوئی پرواہ نہیں کی۔ وہ تو اپنی جگہ چلتا چلا گیا تو ان کا یہ allegation بھی ٹھیک نہیں ہے۔ جب سب تباہی ہوگئی تو آپ کو یاد آگیا' اس وقت کیوں نہیں روکا جب چیئرمین سٹینڈ نگ کمیٹی کھڑا ہو کر کہہ رہا تھا کہ روکیں اس کو۔ آپ نے تو نہیں روکا۔ شکریہ جناب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! میں بھی ایک بات کہہ دوں تو پھر اس کے بعد یہ جواب دے دیں۔ دنیا بھر میں ہوتا یہ ہے کہ پہلے investigate کرتے ہیں' پھر case بن جاتا ہے' اس کے بعد ہاتھ ڈالتے ہیں۔ لاءمنسٹر صاحب کی statement آئی' یہ میرے بھائی ہیں' لیکن یہ statement آئی کہ ابھی investigate ہو رہا ہے' دیکھیں گے کہ کیا بنتا ہے۔ یعنی ایک آدمی جس کے خلاف آپ 14 دن کے بعد دیکھیں گے کہ کیا کچھ بنتا ہے یا نہیں بنتا' آپ نے پہلے اس کو بے عزت کر دیا' اس کو ہتھکڑیاں لگا دیں' اس کو دھکے دے کر لے جا رہے ہیں اور اس کے بعد فرض کیجیے کہ اگر وہ بے گناہ ثابت ہوا تو پھر آپ کے پاس کیا compensation ہے اس کو دینے کے لیے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر کامران مرتضیٰ: یہ کوئی murder case نہیں تھا' اس طرح کے کرائم میں فرض کرلیں کہ ان کو شبہ تھا اس کے اوپر' پہلے investigate کرتے' اس کے بعد اس پر ہاتھ ڈالتے۔ اب انہوں نے کیا یہ ہے کہ پہلے اس کو پکڑ لیا' اس کو بے عزت کردیا' اس کے بعد اس کے خلاف investigation ہوگی۔ فرض کریں کہ 14 دن کے بعد اس کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا یا ان کا 47 والا resolution اس کے compass میں نہیں آتا' تو وہ باہر آ جائے گا

اور اس کی بے عزتی کی کوئی قیمت نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین، جی نائیک صاحب۔

سینیٹر فاروق حامد نائیک: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے میں honourable Senator Kamran کا جواب دوں گا۔ بات یہ ہے باہر کے ملکوں اور ہمارے ملک کے قانون میں بڑا فرق ہے۔ کامران صاحب اچھی طرح جانتے ہیں ہمارے ملک میں قانون یہ ہے کہ پہلے FIR register ہوتی ہے، اس کے بعد investigations ہوتی ہیں اور سپریم کورٹ نے اور عدالتوں نے یہ hold کیا ہوا ہے کہ if the investigation commences before FIR, that FIR is quashed. تو اب FIR register کر لی گئی ہے قانون کے مطابق اور کچھ prima facie evidence آیا ہوا ہے جس کی basis کے اوپر investigations شروع ہوگئی ہیں۔ جو کہ investigate prima facie evidence ہے اور investigation complete ہونے کے بعد، پولیس کو اختیار ہے کہ 14 دن کے بعد interim challan پیش کرے، یہ قانون کے اندر اجازت ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ان کو دھکے دیے گئے، ان کے ساتھ treatment اچھا نہیں کیا گیا، میں اس بات سے agree کرتا ہوں اگر کوئی بھی شخص کسی جرم میں پکڑا جاتا ہے، اس کے ساتھ انسانی رویہ اختیار کرنا چاہیے، اس کو بے عزت نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کوئی بات ایسی ہوئی ہے، جس کی طرف توجہ احمد علی صاحب نے دلائی ہے، میں assure کرتا ہوں House کو، اس کی inquiry کی جائے گی۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر فاروق حامد نائیک: اگر کوئی بھی پولیس انسپکٹر یا FIA کا انسپکٹر اس میں ملوث ہے تو جس نے کسی کے ساتھ زیادتی کی ہے--- میں اس بات سے agree کرتا ہوں کہ a man is innocent till proven guilty. مگر یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ جب وہ شخص arrest ہو تو وہ بھاگ نہ جائے۔ اس کی abscонsion کو نظر میں رکھتے ہوئے، اس کو arrest کرنے کے بعد یا اس کو ہتھکڑی پہنائی جاتی ہے یا جو بھی اقدام لیے جاتے ہیں، مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ چیز ضروری ہے کہ یہ انسان کے بنیادی حقوق کے منافی ہوگا کہ آپ اس کے ساتھ زیادتی کریں یا

اس کے rights کو violate کریں۔ اگر ایسی کوئی بات ہوئی ہے، میں assure کرتا ہوں کہ we we will look into it and I will inform the House if it has been done and who has done it and what action has been taken. Thank you.

Mr. Chairman: Before I turn up to points of order, item 4.

Senator Kamran Murtaza: Sir, I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment-XIX) Bill, 2008] (Amendment of Article 90 of the Constitution).

Mr. Chairman: Is it opposed?

Senator Farooq Hamid Naek: I had a discussion with the honourble Member.

ہماری کافی آئینی ترامیم آرہی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ کامران صاحب سے discussions کر کے ان amendments کو بھی اس کے اندر accordingly incorporate کرلیں گے۔ I hope this would satisfy the honourable Member.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، تو پھر اس کو defer کردیں؟

سینیٹر فاروق حامد نائیک، جی defer کردیں---بار بار نہ آئے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، پھر defer کردیں after introduction of the Constitutional Package by Mr. Farooq Naek......

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے فاروق صاحب۔

Senator Farooq Hamid Naek: Ok Sir, that is right.

Mr. Chairman: Items 4 and 5 have been taken care of. Item 6.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! اس کی بھی یہی position ہے۔ نائیک صاحب! 6

اور 8 کی بھی یہی position ہے کیا؟

سینیٹر فاروق حامد نائیک، جی بالکل، 9 تک ایسے ہی چلیں گے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، اس کے بعد یہ جو 14 نمبر پر ہے، یہ پاس ہوگا۔ جناب! جان چھوٹ جائے گی۔

سینیٹر فاروق حامد نائیک، اس کو آپ Standing Committee میں بھیج دیں ناں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جی Standing Committee نے report کر دیا ہے۔ آپ نے خود بھی اس میں رائے دی ہوئی ہے۔ یہ دیت والا معاملہ ہے۔

سینیٹر فاروق حامد نائیک، جی ٹھیک ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! اس case کے اوپر وہ oppose نہیں کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، آج جو meeting ہوئی ہے، اس میں صرف introduction والے Bills لینے تھے، legislative business نہیں تھا، پھر points of order تھے۔ باقی بھی رہ جائیں گے۔ عفور حیدری صاحب ہیں؟ ڈاکٹر خالد محمود سومرو۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، شکریہ جناب چیئرمین، ایک تو قادرپورگیس فیلڈ کی بات نکلی ہے۔ اس پر تفصیلی بات تو جب اس پر بحث کا آغاز ہوگا اس وقت کی جائے گی اس وقت میں مختصر بات کروں گا کیونکہ یہ صوبہ سندھ کا مسئلہ ہے۔ اس وقت سندھ میں سخت کشیدگی پائی جاتی ہے اور شدید احتجاج ہو ہو رہا ہے۔ جمیعت علمائے اسلام کی پالیسی اس پر بالکل واضح ہے کہ جو یونٹ اور جو ادارے نفع بخش ہیں، ملک کو کما کر دے رہے ہیں ان کو نہ بیچا جائے۔ ہم نے انہی بنیادوں پر سٹیل مل کے مسئلے پر stand لیا تھا۔ پیپلز پارٹی کے ساتھی اور ہم سب نے شدید احتجاج کیا تھا کہ جو یونٹ ملک کو کما کردے رہے ہیں ان کو نہ بیچا جائے۔

قادرپورگیس فیلڈ سے تقریباً روزانہ پچھتر لاکھ روپے کا تیل پیدا ہوتا ہے اور وہاں سے گیس کی پیداوار تقریباً ساڑھے پانچ سو کیوبک فٹ روزانہ ہے اور اس کی مالیت آٹھ کروڑ روپے

یومیہ ہے۔ گیس آٹھ کروڑ روپے کی یومیہ وہاں سے پیدا ہو رہی ہے اور تیل پچھتر لاکھ یومیہ کا وہاں سے پیدا ہو رہا ہے۔ قادر پور گیس فیلڈ اس وقت پورے ملک میں 33% گیس فراہم کر رہا ہے۔

میں اب اتنی ہی گزارش کروں گا Point of Order پر کہ چونکہ یہ ایک حساس مسئلہ ہے۔اس لیے حکومت فوری طور پر اقدام کرے اور اس کو پرائیویٹ سیکٹر میں دینے کے اقدام کو فی الفور روکے۔ تفصیلات میں اپنی تقریر میں عرض کروں گا جو کچھ بھی تیل کے یا گیس کے حوالے سے ہیں۔ صوبہ سندھ کے لوگوں کا شدید احتجاج ہے اور اس کو سامنے رکھا جائے۔

دوسری چیز جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ ہے ہیپاٹائٹس کے حوالے سے میں نے یہاں مسلسل بات کی ہے۔ ہمارے نئی وزراء بنے ہیں اور ہمارے وفاقی وزیرصحت بھی بن چکے ہیں اور میں توقع کرتا ہوں کہ یہ ہمارے تمام ساتھی بہتر کام کریں گے اور لوگوں کی خدمت کریں گے۔ سندھ میں بیس لاکھ سے زیادہ ہیپاٹائٹس کے مریض رجسٹر ہو چکے ہیں اور سندھ میں ہیپاٹائٹس کی بیماری وبائی شکل اختیار کر چکی ہے۔ چونکہ علاج بہت مہنگا ہے۔ تقریباً ایک بندے پر کم از کم ایک لاکھ روپیہ خرچ ہو رہا ہے اور اس وقت کسی ہسپتال میں ہیپاٹائٹس کی دوائی نہیں مل رہی۔ لوگ مر رہے ہیں۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے وفاقی وزیر فوری طور پر اس طرف توجہ کریں اور فوری طور پر ہیپاٹائٹس کے مریضوں کے علاج کے لیے ادویات سندھ کے ہسپتالوں میں بھجوائی جائیں۔ بڑی مہربانی آپ کی۔

جناب چیئرمین، مولانا راحت حسین، نہیں ہیں۔ پروفیسر ابراہیم صاحب، نہیں ہیں۔ ڈاکٹر اسمعیل بلیدی صاحب، نہیں، گلشن سعید صاحبہ، ڈاکٹر رانجھا صاحب۔ بلیدی صاحب آ گئے۔ میں نے آپ کا نام بلایا تھا، اب پھر بعد میں اس کے بعد۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا، جناب! ایک منٹ لوں گا۔ جو بات احمد علی صاحب کر رہے تھے اس کو آگے بڑھاتے ہوئے اور جو Law Minister Sahib فرما رہے تھے، پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک تو بات قانون اور قاعدے کی بات ہوئی، Rules and Regulations کی۔ دوسرا مسئلہ سیاسی بھی ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ جو کام میاں صاحب کی حکومت نے کیا تھا اور forex

کو freeze کیا تھا اور پورے ملک میں کہرام مچ گیا تھا۔ آج موجودہ حکومت وہی کر رہی ہے صرف کان الٹا پکڑ رہے ہیں۔ میں انہیں بڑے ادب سے کہوں گا کہ اس ملک کو تحفظ دینے کے لیے اگر یہ کچھ لوگوں کو یہاں سے پکڑیں گے تو جو سرمایہ روزانہ آپ کے پاس باہر سے آ رہا ہے، جس کے توسط سے ہم رہ رہے ہیں وہ بھی بند ہو جائے گا اور جو بات کر رہے تھے کہ جی ایف آئی آر ہو گئی ہے، پھر ہم ان کی تفتیش کریں گے۔ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہمارا یہ جو تفتیش کا نظام ہے؟ بلکہ یہ ہے چن کتھے گزاری اے رات۔ تھانے لے جائیں گے، لمیاں پا دین گے پھر جو کٹائی کرن گے تے کہن گے کہ تفتیش ہو رہی ہے۔ اگر تفتیش کا یہی مطلب ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اور بے عزت کرنا کیا ہوتا ہے۔

میں آج وزیر قانون کو آگاہ کر رہا ہوں کہ کبھی سڑک پر کھڑے ہو کر دیکھئے کہ لوگ باتیں کیا کر رہے ہیں۔ باتیں کر رہے ہیں کہ فلاں کو پکڑا ہے اس لیے کہ تھانیدار نے اس پر یہ قیمت رکھی ہوئی ہے۔ خدارا حکومت کو اس طرح ہم بدنام نہ کریں۔ ایسے عمل کر کے جس سے ہر فرد اس عمل کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ جی پچاس کروڑ مانگا جا رہا ہے۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ جی ایک ارب مانگا جا رہا ہے۔ یہ تمام باتیں غلط ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ یہ غلط ہیں لیکن ہمارے کلچر میں یہ عمل اس حکومت کے لیے بدنامی کا باعث بن رہا ہے۔ میں As a friend of the government, I would say کہ خدارا اس کو turn down کریں اور یہ تب قابل قبول ہوگا جب آپ اس کو across the board کریں گے۔ جب آپ کہیں گے کہ ہر وہ سمت جہاں جہاں Foreign Exchange کا دفتر کھلا ہوا ہے اس کو پکڑیں۔ جب آپ ایک بڑے آدمی کو پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے سر کی قیمت ایک ارب یا دو ارب روپیہ ہے پھر حکومت کی بدنامی ہوتی ہے اور جب بدنامی ہوتی ہے تو صرف وزراء تک نہیں جاتی بلکہ یہ اوپر تک جاتی ہے۔

آج میں سمجھتا ہوں، ایوان صدر کی بات میں نے نہیں کی، یہ اوپر تک جاتی ہے جس میں ہم سب شامل ہیں۔ اس میں، میں بھی شامل ہوں۔ سارے ملک کے بڑے لوگ شامل ہو جاتے ہیں۔ اس سے پھر لوگوں کا اعتماد حکومت پر کم ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ ہم pesticides کی بات کرتے، چہ جائیکہ ہم موجودہ فصل کی بات کرتے، چہ جائیکہ ہم کسان کے مسائل کی بات کرتے، ہم

ایسے الجھ گئے ہیں کہ حکومت کے اعتبار اور اعتماد کا فقدان پیدا ہو رہا ہے اور جب بھی حکومت میں اور لوگوں میں credibility gap بڑھ جاتا ہے تو حکومت متزلزل ہو جاتی ہے۔ میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ یہ جو انہوں نے step لیا ہے یا تو across the board لیں اور لوگوں کو قانون دکھائیں۔ اگر قانون کو آج ہی بنا دیا ہے، میں سمجھتا ہوں، مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے certificate لینا تھا Senior Cambridge کا، مجھے ساڑھے تین شلنگ لینے کے لیے State Bank جانا پڑا۔ مہرین راجہ نہیں بیٹھی ہوئی ان کے والد صاحب راجہ انور صاحب نے جو اس وقت State Bank کے Legal Advisor تھے انہوں نے مجھے وہ ساڑھے تین شلنگ State Bank سے لے کر دیئے لیکن اس کے بعد ہم نے اس کو relax کیا اور کہا کہ جتنے مرضی پیسے باہر لے جائیں۔ یہ قانون چلتا آ رہا ہے۔ اب یہ کب ترمیم ہوئی ہے؟ مجھے نہیں پتہ اگر یہ کوئی ترمیم قانون میں ہوتی، Act of 47 تو ہمارے سامنے ہے۔ اگر انہوں نے کوئی notification pass کیا ہے، کوئی ایس آر او پاس کیا ہے تو اس کو ہم ہمیشہ بدنیتی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ اس عمل کو فوری review کیا جائے تاکہ ملک میں مزید economic destability نہ آئے۔ Thank you sir.

Mr.Chairman: Dr. Ismaeel Buledi.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میں سب سے پہلے تو ہمارے رضا صاحب کو بحیثیت وزیر ان کو جو بین الصوبائی task دیا گیا ہے اللہ کرے کہ وہ اس پر پورا اتریں۔ دوسرا، یہ جو دوسرے Minister Sahib آج جو ہمیں دیکھ رہے ہیں ہم ان کو most welcome کہتے ہیں۔ دوسرے جو نبیل گبول صاحب جو ہمارے بلوچ وزیر ہیں Port and Shipping کے، ان کو بھی ہم مبارکباد دینا چاہتے ہیں اور ہم دعا کرتے ہیں وہ ایک با اختیار Minister ہوں اور ان کے پورے اختیارات ان کو دیئے جائیں۔

باقی جو زلزلے کے حوالے سے ساتھیوں نے باتیں کیں ہیں۔ ہم کوئٹہ گئے تھے اور وہاں پر جو حالات ہیں اور اس سلسلے میں جن لوگوں نے تعاون کیا ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں، تمام سینیٹروں کا اور جو صوبوں نے اور خاص طور پر شہباز شریف جو خود آئے تھے اور انہوں نے

پچاس ٹرک اور دس کروڑ کی مدد دی۔ اس دن میں بھی وہاں پر موجود تھا۔ Chief Minister Sindh اور سرحد بھی آئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں انہوں نے اس المیہ اور مشکل وقت میں جو یاد رکھا اس کے لیے ان کے مشکور ہیں اور پورے اہالیان بلوچستان اس کے لیے ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

مزید میری ایک تجویز ہے کہ رضا صاحب وزیر اعظم سے کہیں کہ وہاں پر Donors Conference منعقد کی جائے جس طرح کہ بالا کوٹ اور کشمیر میں زلزلہ کے وقت ہوا تھا اسی طرح ایک Donors Conference کوئٹہ میں منعقد کی جائے جس میں تمام این جی اوز اور بین الاقوامی اداروں کو مدعو کیا جائے۔ وہاں میں سمجھتا ہوں کہ چالیس ارب سے زیادہ سے گھروں کی تعمیر ہوگی۔ اس سلسلے میں جو سیلاب کی مد میں فنڈ ملے تھے وہ بھی آج تک نہیں ملے۔ میں سمجھتا ہوں یہ رقم جو ابھی دبئی، سعودیہ اور جتنے بھی countries دے رہے ہیں اس کو صوبائی حکومت کے حوالے کیا جائے۔ ہمارا اصل مسئلہ گوادر کا ہے۔ یہاں پر کابینہ نے فیصلہ کیا تھا کہ باہر سے جو گندم آئے گی وہ گوادر کی اس طرح پورٹ پر off load ہوگی تاکہ اس کو busy رکھا جائے لیکن آج تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا اور اس طرح گوادر کی ترقی بالکل سست ہو گئی ہے اور لوگ اس سے مایوس ہیں۔ وہاں پر ریلوے کا جو land yard تھا وہ بھی نہیں ہے۔ NHA کے road بھی بالکل بے کار ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے باقاعدہ ایک meeting ہو۔ گوادر کی port سارے پاکستان کے لیے عام ہے اور بلوچستان کے لیے بھی، تو اس کے پر خاص توجہ دی جائے۔ اس سلسلے میں رضا صاحب note کریں کہ گوادر کی ترقی جو سست رفتاری کا شکار ہے، اس کو فوری طور پر تیز کیا جائے اور یہاں roads کے حوالے سے، حسنین کمپنی کے حوالے سے جو بات کی گئی، جناب چیئرمین! اگر کمیٹی کے ممبران وہاں پر جائیں تو آپ ان سے پوچھیں۔ وہاں NHA کا ممبر بھی ہو اور ہم نے اپنے چیئرمین سے کہا تھا کہ by road آئیں تو قلات ٹو کوئٹہ کی جو حالت ہے۔ چمن سے کوئٹہ، اور وہ portion جو گوادر سے اوشاب روڈ تک تین سال سے pending ہے۔ انہیں اس work کے جو پیسے ملنے تھے وہ انہوں نے ہضم کر لیے ہیں اور پھر دوبارہ قلعہ سیف اللہ سے حسنین کمپنی کو tenders میں شامل کیا جا رہا ہے۔ کمیٹی نے بھی recommend کیا تھا کہ اس کو black list کیا جائے تو یہ اتنا با

اثر آدمی ہے کہ وہ کام بھی نہیں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں آئندہ tender میں بھی حصہ لوں گا۔ جنرل مشرف کے دور میں بھی ہم نے کہا تھا اور یہ بلوچستان والوں کی طرف سے ہے کہ رضا صاحب خصوصی طور پر مواصلات کے وزیر صاحب کو بلائیں اور ان لوگوں کو باقاعدہ black list کیا جائے۔ ان کے رشتے دار بھائی ' بھتیجے جو بھی ہیں ان کے نام پر بھی یہ پابندی لگائی جائے تاکہ وہ tender ان کو نہ دیاجائے۔

ہمارے ساتھیوں نے قادر پورگیس کے بارے میں جو کہا تھا تو اس کی نجکاری کے بارے میں نظرثانی کی جائے کیونکہ لوگوں کو اس پر تحفظات ہیں۔ تاکہ یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے۔ ایرانی بارڈر پر دس پندرہ دن پہلے ایرانی کوسٹ مداخلت کرکے ہمارے علاقے میں آئے اور ایک ملا سلیم نامی بندے کو انہوں نے شوٹ کیا اور پھر اس کی لاش بھی لے گئے تو ہم نے بلوچستان IG سے بات کی کیونکہ درمیان میں session نہیں تھا تو اس میں انہوں نے باقاعدہ ہمارے بارڈر کی خلاف ورزی بھی کی اور ۵۰ کلو میٹر ہمارے بارڈر میں اندر آ گئے تو اس کی باقاعدہ تحقیقات ہو اگر راہداری کا سلسلہ ہے تو اس کے لیے official arrangements کیے جائیں تو بہتر ہوگا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: لیاقت بنگزئی صاحب ' اس کے بعد آپ ۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی : شکریہ جناب چیئرمین صاحب ! اصل میں میرا بھی point یہی تھا۔ حسنین کمپنی کے حوالے سے ہم ان کے متاثرین میں سے ہیں۔ آپ یقین کریں جب بھی میں کوئٹہ سے قلات جاتا ہوں اور اکثر ہمارے سینیٹرز اور ایم این ایز حضرات کا تعلق قلات' مستونگ اور قلعہ عبداللہ سے چمن تک سے ہے' میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ قلعہ عبداللہ اور چمن کی طرف ان کا کام جو ہے وہ انتہائی غیر معیاری ہے ' اتنا بڑا کام ہے اور وہ ٹریکٹر کے ذریعے کچھ مٹی اس پر ڈالتے ہیں کچھ ادھر سے اور کچھ وہاں سے مٹی ڈال کر (اگر غیر پارلیمانی لفظ) نہ سمجھیں تو وہ منہ کالا کر لیتے ہیں اور اس کے بعد پتا نہیں کیسے completion certificate وغیرہ مل جاتا ہے۔ اس پر ڈمپر وغیرہ ڈال کر کہتے ہیں کہ جی بس تیار ہو گیا ۔جناب ! آپ کو یاد ہوگا کہ 2004ء سے لیکر اب تک مسلسل قلات کوئٹہ سکیشن پر ہم نے ان کا کام انتہائی غیر معیاری

اور تاخیر پر مبنی پایا اور کئی دفعہ ہم نے اسی ہاؤس میں اس کے بارے میں آواز بلند بھی کی ۔ جناب چیئرمین! اتنا گردو غبار اڑتا ہے کہ کئی دفعہ وہاں پر ایکسیڈنٹ ہوئے ہیں کئی قیمتی جانیں ضائع ہو گئی ہیں اور میں اس بات پر حیران ہوں کہ ابھی recently حسنین کمپنی کو ایک ارب روپے کا مزید ٹھیکہ دیا گیا ہے قلعہ سیف اللہ کی طرف۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبے کی حالت کسمپرسی کی ہے' ان کا کام بالکل ناقص ہے اور تاخیر پر مبنی ہے ۔جناب خورشید صاحب کے پاس جب ایڈیشنل چارج تھا انہوں نے ہماری ایک meeting کروائی' نیشنل ہائی ویز والوں نے ہم سے یہ وعدہ کیا کہ اس کا ایک portion جو کوئٹہ سے لک پاس تک ہے وہ ہم ۳۱ اگست تک hand over کر دیں گے اور اس کے بعد ۳۱ دسمبر تک ہم لک پاس سے آگے قلات تک hand over کریں گے جہاں تک حسنین کمپنی کا ٹھیکہ ہے لیکن انہوں نے نہیں کیا ۔ چمن والا بھی ان کو دیا گیا تھا اس وقت میں نے کہا تھا اور اب نیا قلعہ سیف اللہ والا ہے ۔تو ان کے متعلق میری گزارش ہے کہ یہ Standing Committee کے حوالے کر دیں---

جناب چیئرمین : یہ ویسے ہی کنٹریکٹ دے دیتے ہیں یا اس کی bidding process ہوتی ہے' tender ہوتے ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی :بالکل وہ tender ہوئے ہیں۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں لیکن اعتراض یہ ہے کہ کام انتہائی تاخیر سے ہو رہا ہے اور انتہائی ناقص ہو رہا ہے۔ آپ جس کو دیں ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن اس کا کام ہمارے سامنے ہے۔ صرف work order لےکر چلا جاتا ہے اور خورشید شاہ صاحب اس بات کے گواہ ہیں۔ ان کے سامنے یہ agreement ہوا تھا۔ اب تک مجھے کوئی کام نظر نہیں آ رہا ہے۔ البتہ ٹنل تک انہوں نے کام کر لیا ہے۔ ٹنل سے آگے انہوں نے کوئی کام نہیں کیا۔ آپ مہربانی کرکے مواصلات کی Standing Committee کے حوالے کر دیں۔ تاکہ وہاں اس پر بحث ہوسکے۔ میری یہی گزارش ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا راحت حسین صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ : جناب ! اصل میں یہ issue بڑا اہم ہے اسے Standing

Committee کے پاس جانا چاہیے۔انہوں نے صوبوں کی roads کو ادھیڑ کر رکھ دیا ہے ----

جناب چیئرمین، رضا صاحب سے بات کر لیتے ہیں ان کا جواب آنے دیجئے پھر کمیٹی کے پاس چلا جائے گا۔اگر Point of Order کمیٹی کے حوالے کریں گے تو کمیٹی کے پاس اتنا کام ہو جائے گا کہ کام نہیں ہوگا۔آپ کے پاس procedure ہے اس کو follow کریں۔ اس کو ہاؤس میں لے آئیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن procedure follow کرلیں۔ رضا صاحب'اس کو move کرلیں - procedure follow کرلیں۔ چلو دیکھ لیں گے۔ مولانا راحت صاحب

سینیٹر مولانا راحت حسین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ------

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب! آپ خود ہی اس کی inspection کریں آپ دیکھیں گے کہ انہوں نے کیا کیا ہے -

سینیٹر آغا پری گل، آپ اس کو Standing Committee کو دے دیں۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب کو بھی consult کیا ہے اس کا procedure ہے اس کو آپ نے پڑھا ہے۔ اس کے مطابق کر دیجئے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہر چیز Point of Order پر لینے لگے تو پھر procedure رہ جائے گا۔

سینیٹر آغا پری گل، اتنا بڑا مسئلہ ہے یہ چھوٹی بات نہیں ہے ---

جناب چیئرمین، اس کو دیکھیں گے' چھوڑ تو نہیں رہے۔ ایسے بالکل چھوڑ نہیں رہے۔ اس کو دیکھیں گے۔ فکر نہ کریں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو دیکھیں کہ کیا کیا motion ہے۔ اس کو کیسے لایا جا سکتا ہے اور in the mean time ان سے پوچھیں گے کہ یہ کیا بات ہے؟

(مداخلت)

جناب چیئرمین، آپ تسلی رکھیں - دیر بھی ہوگی اور اس کو آگے لے آئیں گے اور

بتائیں گے کہ کیا مسئلہ ہے۔ اس کی رپورٹ منگوا لیں، مشہدی صاحب دیکھ لیں گے پھر جیسے ہوگا ویسے ہی کر لیں گے۔ مشہدی صاحب سے بات کر لیں تاکہ اس Session میں اگلے order of the day پر آ جائے۔ پھر آپ کو بتا دیں گے۔ ان سے پوچھ لیں۔ جتنی جلدی ہو سکے۔ جی مولانا راحت حسین صاحب،

سینیٹر مولانا راحت حسین، شکریہ جناب چیئرمین! میرا point of order پروفیسر صاحب نے بھی پیش کیا لیکن اس کے ساتھ ایک اور بات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ قاری شعیب صاحب نے ۱۴ سال کی عمر میں حفظ قرآن ہمارے گاؤں میں مکمل کیا تھا اس کے بعد سوات میں تھے اور ان کا کوئی ذریعہ معاش بھی نہیں ہے وہ basic ally کالام کا رہنے والا ہے اور سوات مینگورہ میں settle ہوا تھا۔ جناب چیئرمین صاحب! اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور یہ 28/29 سال کا نوجوان ہے۔ سوات پریس کلب کے صدر فیاض ظفر کا فون بھی آیا کہ ہمارے جتنے بھی صحافی ہیں جو بڑے بڑے صحافی ہیں ان کی جانوں کو خطرہ ہے اور ہمیں کوئی تحفظ نہیں ہے۔ تو آپ کے توسط سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان کو معاوضہ بھی دیا جائے اور ان کے قاتلوں کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیے اور سوات کے جتنے بھی صحافی ہیں جتنے پاکستان میں صحافی ہیں کیونکہ وہ علاقہ crisis میں ہے تو صحافی برادری کو تحفظ بھی فراہم کیا جائے اور قاری شعیب صاحب بہت قابل اور تگڑا سنجیدہ قسم کا صحافی تھا تو ان کے ساتھ مکمل تعاون بھی کیا جائے اور ہماری معلومات کے مطابق ان کے قتل کی ذمہ داری کسی نے قبول نہیں کی لیکن اگر حکومت اس میں صوبائی گورنمنٹ کو بھی involve کرے لیکن اگر حکومت اس میں مرکزی حکومت اور صوبائی گورنمنٹ کو بھی involve کرے اور اس سے وہاں پوچھے۔ کیونکہ وہاں مرکزی حکومت کے توسط سے آپریشن ہو رہا ہے۔ ہم نے پہلے بھی کہا تھا کہ آپریشن بند کیا جائے، کیونکہ اس میں بیگناہ لوگ قتل اور شہید ہو رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے یہ درخواست کروں گا کہ صحافی برادری کو تحفظ فراہم کیا جائے اور قاری شعیب صاحب کے بچوں، اہل و عیال کو معاوضہ ملنا چاہیے اور ان کی مکمل support کرنی چاہیے۔ ان کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سردار جمال خان لغاری۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: شکریہ جناب چیئرمین! اس وقت پاکستان کی اقتصادیات، ہماری معیشت جس زبوں حالی کا شکار ہے، وہ حقیقت کسی سے پنہاں نہیں ہے۔ اس دور میں جہاں سندھ میں بچے بک رہے ہیں، جہاں پر خودکشیاں ہو رہی ہیں، جہاں غربت اور مفلسی کی وجہ سے لوگ آئے دن احتجاج کے نت نئے طریقے ڈھونڈ رہے ہیں، وہاں پر، میری سمجھ سے بالکل بالاتر ہے کہ کیوں فیڈرل گورنمنٹ بیس نئی BMW 750 series کی bullet proof موٹریں لے رہی ہے نمبر ایک۔ نمبر دو پنجاب حکومت اس وقت دو سو ملین روپے صرف کر رہی ہے، ایک نئی سیکورٹی ڈویژن بنائی جا رہی ہے، جو صرف اور صرف وزیر اعلیٰ پنجاب جناب شہباز شریف صاحب کی personal security کے لیے ہے۔ جناب! میں اس مقدس ایوان میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس وقت، جب آپ کی economy کا یہ حال ہے، جب قوم کو کہا جا رہا ہے کہ اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لو تو کیا وجہ ہے کہ ہمارے صدر مملکت صاحب دو سو چالیس افراد کو، جو مستحقین کی فہرست میں شامل نہیں ہیں، ان کو personal خرچ پر، وزیر اعظم جناب یوسف رضا گیلانی صاحب کی طرز پر حج کی سعادت فرما رہے ہیں۔ اگر مستحقین کو کرا دیتے تو خدا کی قسم صدر مملکت کے لیے آج میں دعاگو ہوتا۔ میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو ہماری معیشت تباہی کی طرف جا رہی ہے، کشکول لیے کبھی ایک ملک، کبھی دوسرے ملک تو کم از کم ہم اپنے گریبان میں جھانکیں اور یہ wasteful expenses ختم کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: عباس کمیلی صاحب۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! میرے دو points of order ہیں۔ ایک تو جو KESC کے حوالے سے کہا گیا اور جو مشہدی صاحب نے بات کی۔ رضا ربانی صاحب نے اس کا جواب دیا تو میں عرض کروں کہ اس sub-committee میں مجھے بھی لیا گیا ہے لیکن اس کمیٹی کا صرف ایک ہی اجلاس ہوا ہے۔ اس میں پھر سب کمیٹی بن گئی۔ اس کے بعد اب تک ہمیں نہیں معلوم کہ کیا سفارشات آئی ہیں، کیا نہیں آئیں، کیا ہو رہا ہے، کیا نہیں ہو رہا۔ اس کے بعد عرض یہ کروں کہ اس ایک اجلاس میں

بھی شوکت ترین صاحب نے خود یہ تسلیم کیا تھا کہ واپڈا اور KESC کا سیلز ٹیکس لینا غلط ہے اور خود انہوں نے تائید کی تھی کہ اس کو ختم کریں گے۔ ٹی وی پر جو ٹیکس لیا جا رہا ہے اس کا بھی انہوں نے کہا تھا کہ اس پر KESC یا واپڈا کو حق نہیں ہے اور آئندہ سے KESC اور واپڈا کے بیچ میں، یہ چارجز یا ٹیکسز نہیں لیے جائیں گے لیکن منسٹر صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ جی ایس ٹی بھی لیا جائے گا اور یہ سب کچھ لیا جائے گا۔ سو یونٹ اور تین سو یونٹ والوں کو کچھ relief ملے گا۔ یہ عجیب سی بات ہے۔ کمیٹی بنا دی گئی۔ ہم لوگوں کے نام لیے گئے۔ بندوق ہمارے کاندھے پر رکھ کر چلائی جا رہی ہے۔ کل یہ کہا جائے گا کہ کمیٹی کے یہ فیصلے ہیں۔ اس کمیٹی کی سفارشات ہیں۔ ہمیں قطعاً اس کا کچھ علم نہیں ہے۔ ہمارے ساتھ کوئی میٹنگ نہیں ہوئی ہے، نہ سفارشات ہمارے سامنے آئی ہیں۔

دوسرا میرا point of order یہ ہے ۔ چیئرمین صاحب! آپ بخوبی واقف ہیں کہ اس ملک میں دہشت گردی، خاص کر مذہبی دہشت گردی کس قدر عروج پر ہے اور کس کس کی جان کو کتنا خطرہ ہے۔ تمام ایجنسیز رپورٹ دے چکی ہیں کہ کس کس کے نام hit list پر ہیں اور جن جن کے نام hit list پر تھے، ان کو سیکورٹی provide کی گئی تھی لیکن اچانک دو روز قبل ان تمام حضرات سے سیکورٹی واپس لے لی گئی اور جو نئے نئے تھوک کے حساب سے وزیر بنے ہیں، جو چار درجن کے قریب وزیر بنے ہیں، ان کو سیکورٹی دے دی گئی۔ کیا ان کی جانوں کو خطرہ ہے؟ کون ان نئے وزراء کو جانتا ہے جنہوں نے حلف اٹھایا ہے؟ خود پارلیمنٹ ان کو نہیں جانتی۔ خود نیشنل اسمبلی کے لوگ نہیں جانتے اور ان کی جان کو کس سے خطرہ ہے، علاوہ اس کے کہ show off ہو اور جن لوگوں کو severe threats ہیں، جن کی جانوں کو خطرہ ہے، ان سے اچانک سیکورٹی withdraw کر لی گئی۔ انہیں یہ بھی موقع نہیں دیا گیا کہ وہ اپنی پرائیویٹ سیکورٹی arrange کریں۔ اب بتائیے ان میں سے کسی کو کچھ ہو گیا تو اس کا ذمے دار کون ہو گا۔ کیا اس کی ذمہ داری حکومت پر نہیں ہو گی؟ میں آپ سے اور آپ کے توسط سے حکومت سے گزارش کروں گا کہ جن کے نام hit list پر ہیں اور جن کو severe threats ملے ہیں، ان کی سیکورٹی فوراً بحال کی جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ممتاز محفوظ صاحب۔

سینیٹر ملک ممتاز حسین محفوظ: شکریہ جناب چیئرمین! میرا point of order زلزلے کے بارے میں ہے۔ سب سے پہلے میں وفاقی حکومت، تمام صوبائی حکومتوں، آزاد کشمیر، سماجی اداروں اور ان تمام ممالک کا شکرگزار ہوں، جنہوں نے اس مشکل کی گھڑی میں ہمارے زخموں پر مرہم رکھا اور امداد کی۔ جناب چیئرمین صاحب! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ زیارت سرد ترین علاقہ ہے۔ وہاں پر اس وقت درجہ حرارت منفی ہے۔ آگے آنے والا سیزن برفباری اور بارشوں کا ہے۔ بچوں میں نمونیہ پھیل رہا ہے۔ ہمیں وہاں پر ایندھن کی بہت سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ سوئی گیس کی پائپ لائنیں وغیرہ شہر میں تھیں اور وہ damage ہو چکی ہیں۔ ایندھن کا وہاں پر کسی قسم کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ لوگ صنوبر کے درخت کاٹ کر انہیں جلانے پر مجبور ہیں۔ ادھر توجہ کی ضرورت ہے۔

دوسرے یہ کہ جناب مندوخیل صاحب نے کہا تھا کہ اس زلزلے کی وجہ سے کوئٹہ شہر کی عمارتیں effect ہوئی ہیں۔ جی ہاں۔ اس وقت کوئٹہ شہر کی تقریباً تمام بڑی عمارتیں effect ہوئی ہیں اور aftershocks زلزلے کے جو جھٹکے ہیں، اس میں آدمی اگر باہر جاتا ہے تو باہر کوئی ایسی جگہ موجود نہیں ہے، ایسا کوئی پارک نہیں ہے، ایسا کوئی میدان نہیں ہے کہ انسان وہاں پر جا کر پناہ لے سکے۔ صرف دو grounds پورے کوئٹہ شہر میں رہ گئے ہیں، ایک پر forces نے قبضہ کیا ہوا ہے، دوسرے پر سی این جی سٹیشن بن رہا ہے۔ لہذا اس طرف بھی حکومت کو توجہ دینی چاہیے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: رخسانہ زبیری صاحبہ۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری: شکریہ جناب چیئرمین! میں Leader of the House کی خدمت میں یہ پیش کرنا چاہتی ہوں کہ جب تک پارلیمنٹ ہاؤس اور یہ پورا علاقہ ریڈ زون میں ہے، اگر یہاں پر جو ادارے ہیں، ان کی بسیں شٹل کے طور پر کام کریں۔ کیونکہ میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ the people need help عورتیں ہیں، انہیں بہت چلنا پڑتا ہے۔ دھوپ میں کئی کئی کلومیٹر چلنا پڑتا ہے۔ کئی بسیں کھڑی ہوتی ہیں۔ چاہے ہمارے ہاں سینیٹ میں ہوں، نیشنل اسمبلی

میں ہوں۔ جتنے ادارے ہیں یہاں پر، تو شٹل بسیں چل رہی ہیں، تو اس وقت ہم لوگوں کو سروس تو provide کریں۔ That is my submission.

جناب چیئرمین، ظفر اقبال جھگڑا صاحب۔ بروہی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد علی بروہی، بہت شکریہ چیئرمین صاحب! میں دو مرتبہ اس ایوان میں ایک بات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرا چکا ہوں۔ آج پھر میں اس کی طرف پورے ایوان اور آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ سندھ میں 2005 میں پانچ سو سے زیادہ بچوں اور بچیوں نے lecturership کے لیے پبلک سروس کمیشن کا exam pass پاس کیا تھا۔ اس کے بعد 2007 میں ان کا رزلٹ آیا۔ 2005 سے لے کر 2007 تک۔ اس حوالے سے آج تک ان کے جو offer letters ہیں، انہیں نہیں ملے ہیں۔ ویسے ہی اتنی غربت ہے اور وہ بچے اور بچیاں courts میں اپنا حق مانگنے کے لیے--- ویسے ہی ہمیں روزگار حوالے سے بڑا problem ہے، نہیں دے پا رہے۔ جنہوں نے پبلک سروس کمیشن کا امتحان پاس کیا ہے۔ پانچ سو وہ بچے اور بچیاں ہیں، جنہوں نے محنت سے وہ امتحان پاس کیا ہے، ابھی تک ان کو offer letters نہیں ملے۔ یہاں تک زیادتی ہوئی ہے کہ صرف ان لوگوں کو دیے گئے ہیں جنہوں نے approach کروائی ہے۔ پندرہ سے بیس لوگوں نے joining بھی دے دی مگر جناب ان کا کیا قصور ہے جن کے پیچھے کوئی والی وارث نہیں ہے۔ جو غریب ہیں۔ جن کا کوئی care نہیں ہے۔ پانچ سو ایسے students ہیں۔ جناب یہ تیسری مرتبہ اس ایوان میں، میں request کر رہا ہوں۔ خاص طور پر میں آپ کے توسط سے یہ request کروں گا کہ ان بچوں کا کیا قصور ہے کہ جناب! ان بچوں کا کیا قصور ہے جنہوں نے Sindh Public Service Commission کا امتحان پاس کیا ہوا ہے۔ آپ مہربانی کریں، ہمارے محترم لیڈر رضا ربانی صاحب بھی بیٹھے ہیں، Education Minister Government of Sindh کو کہیں کہ کیا وجہ ہے کہ جو ان کی summary Chief Minister House میں پڑی ہوئی ہے، ان کے offer letters, appointment letter کیوں نہیں آ رہے۔ ان مخصوص لوگوں کو مل گئے ہیں جن کی approach ہے، وہ پندرہ سے بیس لوگ ہیں، جنہوں نے join کر لیا ہے۔ جناب! یہ زیادتی ہے، یہ ناانصافی ہے۔ اس لیے گزارش ہے کہ

چیئرمین صاحب! آپ اپنا کردار ادا کریں۔ آپ ایک وقت دیں، جس میں وہ جواب دیں۔ ان بچوں کے مستقبل کا معاملہ ہے۔ ان کی گھروں میں یہ صورتحال ہے کہ چولہا بھی نہیں جل رہا، وہ اتنے غریب بچے ہیں۔ جناب! ان کا کیا قصور ہے؟ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین، ولی محمد بادینی صاحب۔ پروفیسر ساجد میر صاحب۔ گلشن سعید صاحبہ۔ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب۔ نہیں ہیں۔ آپ بولنا چاہتے ہیں؟ تساں ناں تے نئیں دِتا۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے انتہائی اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آنے والے وقت میں اس ملک کو معاشی طور پر اگر کوئی چیز بچا سکتی تو وہ زراعت ہے اور ویسے بھی پاکستان زرعی ملک ہے۔ آپ کوئی بھی انڈسٹری لگائیں، اسے لگانے میں کئی سال لگتے ہیں۔ پھر اس سے production کے لیے بھی کئی سال انتظار کرنا پڑتا ہے۔ Agriculture ایک واحد شعبہ ہے کہ جس میں آپ جتنی بھی investment کریں، تین یا چھ مہینے کے بعد اس کا result آپ کے سامنے ہوتا ہے اور اگر ہم غذائی اجناس میں خود کفیل ہوں تو شاید کئی بحرانوں کا آسانی سے مقابلہ کرنے کے قابل بھی ہو جائیں گے مگر ہندوستان کا جو رویہ ہے کہ ہمارے دریا بند ہو رہے ہیں۔ ہم شاید نہیں سوچ رہے کہ ہمارا آنے والا کل کتنا مشکل ہو گا۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری حکومتوں کی کس قدر بے حسی ہے کہ آج تک اتنے اہم مسئلے پر دونوں Houses میں کبھی کوئی debate نہیں ہوئی۔ لوگوں اور ممبران کو بتایا نہیں گیا کہ حکومت، ہندوستان کے ساتھ اپنے باہمی تعلقات استعمال کرتے ہوئے اور international سطح پر کیا efforts کر رہی ہے۔ کبھی کبھار TV کے ذریعے خبر آ جاتی ہے، جماعت علی شاہ صاحب بتا دیتے ہیں کہ ہم نے اپنے خدشات یا اعتراضات ہندوستان کو بتا دیے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو ہمیں پوری دنیا میں UNO level پر اٹھانا چاہیے تاکہ ہم ہندوستان کو باز رکھ سکیں کہ وہ ہمارا پانی نہ روکے۔ ویسے بھی کہا جا رہا ہے کہ دنیا میں اگلی جنگیں پانی پر ہوں گی تو ہم اس جنگ کو جتنا delay کرا سکیں، کرانا چاہیے۔ بات چیت کے ذریعے اپنے مسائل بھی حل کرنے چاہییں اور آنے والے کل کی خوفناک جنگ کو روکنے کی بھی تدبیر کرنی چاہیے۔

Mr. Chairman: Thank you. I think that brings us to the end of today's business. We will adjourn and *Insha Allah* reconvene tomorrow at 3 p.m sharp.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلٰم علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday 11th November, 2008 at 03:00 p.m]